ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ
اگست 2004ء

8

اخبار الاحرار

فرنگی کے غلاموں کی غلامی

بیاد

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختمِ نبوت پر قائم ہے

سفیرِ ختمِ نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانی سوال اور اُن کے جواب

مرمریں ستونوں کی بہشت

"ثقافتی مسلمان"

نورِ ہدایت

القرآن

''اور اُسی کے نشانات (اور تصرّفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا' پھر اب تم انسان ہو کر جا بجا پھیل رہے ہو۔ اور اُسی کے نشانات (اور تصرّفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لیے اِن باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔''

(سورۃ الروم: آیت ۲۰، ۲۱)

الحدیث

''حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال (گویا اُس کا کنبہ) ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عیال (یعنی اُس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔''

(شعب الایمان للبیہقی)

الآثار

''پاکستان میں حکمرانوں کے ہاتھوں دین کا جو انجام ہوگا وہ انتہائی بھیانک اور خطرناک ہے۔ میں نے تو کہا تھا ہندوستان میں مسلمان نہیں رہنے دیا جائے گا اور پاکستان میں اسلام نہیں رہنے دیا جائے گا۔ پاکستان میں دین کا بس اللہ ہی حافظ ہے۔ یہاں فرنگی کے جانشین' فرنگی سے زیادہ دین دشمن ہیں۔ شاید کچھ مدت بعد اس ملک میں دین اسلام کا لفظ بھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آسکے۔ آثار اچھے نہیں ہیں۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

(ملتان۔ مارچ ۱۹۴۹ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
REGD.M#32
جلد 15 شمارہ 8 اگست 2004ء جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ
ISSN 1811-5411

یادگار: سیدالاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاء فکر
چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
الیاس میراں پوری

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک : 150 روپے
بیرون ملک : 1000 روپے
فی شمارہ : 15 روپے

ترسیل زر بنام: ''نقیب ختم نبوت''
اکاؤنٹ نمبر: 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	2
دین ودانش:	درس قرآن	محمد احمد حافظ	4
//	درس حدیث	یحییٰ نعمانی	7
//	خلافت وملوکیت (قسط: ۵)	پروفیسر قاضی طاہر الہاشمی	9
شاعری:	حمد باری تعالیٰ (ابوسفیان تائب) نعت (مولانا ابوالکلام آزادؒ)		14
	امیرِ شریعت کے نامؒ (پروفیسر خالد شبیر احمد)		
	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (سید کاشف گیلانی)		
	تم تو مجھے عزیز ہو سوار کی طرح (پروفیسر اکرام تائب)		
افکار:	فرنگی کے غلاموں کی غلامی	سید یونس الحسنی	19
//	مرمریں ستونوں کی بہشت	جاوید چودھری	22
نقد ونظر:	''ثقافتی مسلمان''	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	24
شخصیت:	جن کی زباں کے پھول تھے دُرہائے تابدار	شورش کاشمیریؒ	27
//	بہاریں لٹ گئیں ساری	اورنگ زیب اعوان	30
ردِّ قادیانیت:	اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	32
//	قادیانی سوال اور اُن کے جواب	مولانا محمد مغیرہ	35
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریبی	43
//	پاکستانی گدھے اور امریکی سیاست	سرراہے	44
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب (جاوید اختر بھٹی، ابوالادیب، مولانا محمد مغیرہ)		45
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاک وہند کی سرگرمیاں	ادارہ	49
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61
آخری صفحہ:		ساغر اقبالی	64

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ ناشر: سید محمد کفیل بخاری۔ طابع: تشکیل نو پرنٹرز

ای میل ایڈریس: majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
فون 061-511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

دل کی بات

حکومت، عراق میں فوج نہ بھیجے!

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومتِ پاکستان نے عراق میں پاکستانی فوج بھیجنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ پاکستان کے فوجی جوان اقوام متحدہ کی امن فوج میں شامل ہوکر امریکی اتحادی بن کر عراق میں قیام امن کی کوششوں میں شریک ہوں گے۔ اس وقت امریکی اتحادیوں میں سے بھی اکثر ممالک اپنی افواج واپس بلا رہے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم اپنی افواج کو اُجرتی قاتل کا کردار سونپ کر عراق بھیجیں اور اپنے لیے عراق میں ایک نیا محاذ کھول لیں۔ افغان محاذ پر ہم نے ذلت آمیز نقصان اٹھایا، اب اگر عراق کے محاذ پر فوج بھیجی گئی تو یقیناً اس سے بڑا نقصان ہوگا۔

ابھی امجد حفیظ کو رہا ہوئے ایک ماہ گزرا ہے کہ اب عراق کے ایک عسکریت پسند گروپ ''جیش اسلامی'' نے امریکی فوج میں ملازم دو اور پاکستانیوں ساجد نعیم (ڈرائیور) اور راجہ آزاد (انجینئر) کو اغوا کر کے دھمکی دی ہے کہ ''پاکستان، عراق میں فوج نہ بھیجنے کی یقین دہانی کرائے ورنہ یرغمالیوں کو قتل کردیں گے۔'' صدر پرویز اپنی متعدد تقاریر اور بیانات میں کئی بار یہ بات کہہ چکے ہیں کہ ''ہم نے جہاد کا ٹھیکہ نہیں لیا ہوا۔ دوسرے ملکوں میں جہاد کی باتیں کرنے والے پہلے اپنے ملک میں جہالت اور غربت کے خلاف جہاد کریں، یہ جہاد اکبر ہے۔'' کیا عراق میں فوج بھیجنا بھی جہاد اکبر ہے؟ جنرل پرویز عراق میں فوج نہ بھیجنے کے فیصلے کا واضح اعلان کریں۔ اغوا ہونے والے پاکستانیوں ساجد نعیم اور راجہ آزاد کی قیمتی جانیں بچانے کی تدبیر کریں نیز مستقبل میں بھی پاکستانیوں کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

روضہ رسول ﷺ کے سامنے پاکستانی شرابی کا غل غپاڑہ

پاکستان کے عارضی وزیراعظم چودھری شجاعت حسین گزشتہ دنوں سعودی عرب کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے موقع پر وزیراعظم کے وفد میں شامل پی آئی اے کا جنرل منیجر برائے سعودی عرب و یمن بدبخت سلیم نثار شراب کے نشے میں دُھت اور بدمست ہوکر غل غپاڑہ کرنے لگا۔ سعودی سیکورٹی اہلکاروں نے اسے روکا اور اسی وجہ سے حرم کے دروازے بھی بند کردیئے گئے۔ جبکہ وزیراعظم اور اُن کے وفد میں شامل ارکان کو بہت شرمساری ہوئی۔ یہی وہ روشن خیالی، اعتدال پسندی اور ترقی پسندی ہے جسے جناب پرویز مشرف اور اُن کے ہمنوا فروغ دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ روضہ رسول ﷺ کے سامنے ایسی شرمناک حرکت اور گستاخی کے ارتکاب کی لعنت بھی ایک اعلیٰ پاکستانی افسر کے حصے میں آئی، جسے ملازمت سے برطرف کرنے اور سزا دینے کی بجائے صرف معطل کیا گیا ہے۔ گستاخ رسول مسٹر سلیم نثار پر توہین رسالت کا مقدمہ درج کر کے گرفتار کیا جائے، ملازمت سے برطرف کیا جائے اور عبرتناک سزا دی جائے۔ ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ حکومت اسی لیے قانونِ توہین رسالت کو غیر موثر کرنا

چاہتی ہے تا کہ ایسے شرابیوں اور گستاخوں کو تحفظ دیا جا سکے۔

نامزد وزیر اعظم شوکت عزیز اور قادیانیت

پاکستان کے نامزد وزیر اعظم شوکت عزیز ان دنوں اپنی انتخابی مہم پر ہیں۔ وہ سندھ میں تھر کے علاقے ''مٹھی'' اور سرحد میں ''اٹک'' کے انتخابی حلقوں سے انتخاب لڑ رہے ہیں۔ ان پر الزام ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔ انہوں نے یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی کہ ''وہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور سنی العقیدہ مسلمان ہیں۔'' ہم سمجھتے ہیں کہ مسٹر شوکت عزیز کی یہ وضاحت ناکافی ہے۔ وہ اس بات کی وضاحت کریں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو نبی، مجدد یا مسیح موعود ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں؟ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ''تھر کے مضافاتی علاقوں سے قادیانی کھلم کھلا اُن کی حمایت کر رہے ہیں اور ان کی انتخابی مہم میں حصہ لے کر تعاون کر رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک مسٹر شوکت عزیز اگر قادیانی نہیں تو قادیانی نواز ضرور ہیں اور قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ جب تک وہ مرزا قادیانی اور جماعتِ مرزائیہ کے بارے میں اپنا عقیدہ واضح نہیں کرتے، ہمارے نزدیک مشکوک ہیں۔ اُن کی شخصیت متنازعہ ہے۔ وہ سیکولر قوتوں کے سکہ بند نمائندے ہیں اور ان کے وجود سے پاکستان کو نقصان ہی ہوگا۔

چناب نگر میں پولیس چوکی اور مسجد کا انہدام

چناب نگر (سابق ربوہ) پاکستان کا حساس ترین علاقہ ہے۔ یہاں ایک قدیم پولیس چوکی اور اس سے ملحق ایک مسجد ہے، جس میں مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ گزشتہ دنوں قادیانیوں نے دہشت گردی کرتے ہوئے پولیس چوکی سے ملحق مسجد کے وضو خانے اور ابتدائی حصے گرا دیئے۔ ان کا موقف ہے کہ یہ جگہ قادیانیوں کی ہے، اس لیے پولیس کو متبادل جگہ اور عمارت مہیا کر دی۔ پولیس نے فوراً چوکی چھوڑ دی اور قادیانیوں کی عطا کردہ نئی عمارت میں اسے منتقل کر دیا۔ جبکہ پولیس کو سرکاری جگہ چھوڑنے کا کوئی قانونی حق نہیں۔ اس واقعے پر ملک بھر میں احتجاج کیا گیا۔ چناب نگر اور چنیوٹ میں علماء نے ایک ایکشن کمیٹی بنائی، جس میں مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا عبدالوارث، مولانا محمد مغیرہ، مولانا غلام مصطفیٰ اور دیگر علماء شامل ہیں جبکہ قانونی معاونت جناب ملک رب نواز ایڈووکیٹ کر رہے ہیں۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرار اسلام) اس کمیٹی کی مکمل سرپرستی اور معاونت کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی اپیل پر ملک بھر میں ۲۳ رجولائی کو اجتماعاتِ جمعہ میں احتجاج کیا گیا اور مسجد اور پولیس چوکی بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت اس مسئلہ کو فوری اہمیت دے اور مسلمانوں کا مطالبہ منظور کرے۔ نیز پولیس چوکی سرکاری جگہ پر واپس لائی جائے۔ اگر موجودہ پوزیشن بحال رہی تو کل قادیانی، تھانہ، عدالت، ڈاک خانہ اور ٹیلی فون ایکسچینج کے دفاتر بھی چھوڑنے کا مطالبہ کریں گے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس مسئلہ کو خصوصی توجہ دے کر فوراً حل کریں ورنہ حالات کوئی سنگین صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

درس قرآن
محمد احمد حافظ

قصاص و دیت کا حکم

یَا اَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَاءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَان ط ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَة ط فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْم o وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن. (البقرہ ۱۷۸، ۱۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص مقتولوں میں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو فرماں برداری کرنی چاہیئے دستور کے مطابق اور ادا کرنا چاہیئے اس کو خوبی کے ساتھ، یہ آسانی ہوئی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور مہربانی، پھر جو زیادتی کرے۔ اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لیے عذاب ہے دردناک o اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقل مندو، تا کہ تم بچتے رہو o

یاد دہانی: ہم یہاں آیت کے تحت تفسیر کے آغاز سے قبل یاد دہانی کرا دینا چاہتے ہیں کہ ہر قاری کو اس بات کا راسخ یقین کر لینا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا کہہ کر اہل ایمان کو مخاطب فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو کوئی شرعی حکم بتایا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ ایمان ہی ایک ایسا وصفِ عظیم ہے جو کسی فعل کے اچھے یا برے کی پہچان کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ''اے ایمان والو!'' کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ''اہل ایمان'' خاص لوگ ہیں جنہیں ہر حال میں ایمانی تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جابجا اہل ایمان کو ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جن میں مؤمنین کے لئے خیر ہی خیر ہے اور ایسی باتوں سے منع فرماتے ہیں جن میں شر یقینی طور پر سرایت کر چکا ہے۔

قصاص کی فرضیت: کتب علیکم القصاص الخ قصاص کے لغوی معنی برابر کرنا اور مماثل کرنا کے ہیں، شرعی اصطلاح میں اگر کسی شخص نے کسی کو قتل کیا یا زخمی کیا تو اس سے بدلہ لینے کو قصاص کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ یہود اور اہل عرب شریف النسب لوگوں کے غلام کے بدلے کم تر درجہ لوگوں کے آزاد کو قتل کیا کرتے تھے۔ یا عورت کے بدلے مرد کو یا مرد کے عوض میں عورت کو قتل کر کے سمجھتے تھے کہ انصاف اور عدل کا تقاضا پورا ہو گیا۔ یہ معاملہ سخت ترین فتنہ وفساد کا موجب بنتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے اس دستور کی اصلاح فرما دی اور حکم دیا کہ سزا صرف قاتل کو ملے گی چاہے وہ غلام ہو یا آزاد کسی بے گناہ کو بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

دیّت کی ادائیگی: فَمَنْ عُفِیَ لَهُ الخ اس آیت میں دیت کی ادائیگی کا حکم اور طریق کار بتلا دیا کہ اگر کسی قاتل کو مقتول کے ورثاء متعین مال کے عوض معاف کر دیں تو پھر مسلمان کا فرض ہے کہ دیت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ اگر مقتول کے ورثاء قاتل کی مکمل معافی کا اعلان کر دیں یعنی نہ قصاص لیں اور نہ ہی دیت تو یہ بھی درست ہے مگر اس کے لئے قاتل کی طرف سے دھمکی اور دھونس کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ نرمی اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے اسی طرح مقتول کے ورثاء نے اگر قاتل سے دیت وصول کرنی ہو تو ڈرانا دھمکانا جائز نہیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے آیت میں ''مِنْ اخیه'' (اس کے بھائی کی طرف سے) ارشاد فرمایا ہے، قربان جایئے کہ قتل وقتال جیسے ہول ناک معاملے سے پیدا ہونے والے ممکنہ فتنہ وفساد اور آتش انتقام کو کس طرح رفع فرمایا جا رہا ہے۔ ''اخیه'' فرما کر بتایا جا رہا ہے کہ اگر چہ یہ قتل کا معاملہ ہے مگر مجرم ہے تو تمہارا اسلامی بھائی۔ سوچنا چاہئے کہ اگر کسی کو بھائی تصور کر لیا جائے تو اس کے متعلق انتقامی جذبات باقی رہ سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی رحمت: ذلک تخفیف من ربکم الخ یہ تخفیف یعنی معافی تلافی یا دیت یعنی قاتل کی جان بچا کر دیت کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔ قرطبی میں ہے کہ اہل تورات کے ہاں بدلہ قتل تھا، دیت یا معافی بالکل نہیں تھی۔ اہل انجیل یعنی عیسائیوں کے ہاں قتل یا دیت نہیں تھی، محض معافی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام پر فضل فرمایا کہ اس کے لیے تینوں باتیں روا رکھی گئیں، بدلے میں قتل، دیت یا معافی، ان میں سے جانبین جس پر راضی ہو جائیں درست ہے، یہی ہمارے لئے آسانی اور رحمت ہے۔

قصاص ودیت کا حکم: ولکم فی القصاص حیٰوۃ الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بتلایا ہے کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ دراصل یہ ایک ایسا شرعی حکم ہے جس پر اسلامی معاشرے کے قیام و بقا کا دارومدار ہے۔ یہ حدود اللہ میں سے اہم ترین حد اور اسلام کے نظامِ عدل وانصاف کا بہت بڑا ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص میں زندگی کا راز پوشیدہ فرما دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آسمانی بارش زمینوں کو سیراب کر کے انہیں زندگی بخشتی ہے، پودوں اور کھیتوں کو غذا عطا کرتی ہے اور مخلوقِ خدا کو راحت پہنچاتی ہے اسی طرح حد قصاص حیات انسانی کی حفاظت فرماتی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''قصاص کی مشروعیت یعنی قاتل کو قتل کر ڈالنے میں عظیم الشان حکمت ہے اور وہ جان کی حفاظت اور اس کی بقاء ہے، اس لیے کہ جب قاتل کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ وہ بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا تو وہ اپنے ارادہ جرم سے باز آ جائے گا اور اس طرح یہ چیز لوگوں کے لئے ''حیات'' بن جائے گی...... ابوالعالیہ کا بھی ایسا ہی بیان ہے کہ: ''کتنے لوگ ہیں جو ارادہ قتل کرتے ہیں مگر محض اس خوف سے باز آ جاتے ہیں کہ پھر وہ بھی بدلے میں قتل کئے جائیں گے۔''

اسلام میں انسانی جان کی اہمیت: امن وسلامتی کے بنیادی اجزاء یہ ہیں کہ جان محفوظ ہو، عزت وآبرو پر کوئی ہاتھ نہ ڈالے، جائیداد اور اموال محفوظ رہیں، عقل سلامت رہے۔ اسلام سے قبل خون ریزی عام تھی، معمولی رنجش پر ہزاروں لوگ

تہ تیغ کر دیئے جاتے تھے، عورتوں، بچوں، بچیوں کو قتل کر دینا معمولی بات تھی۔ ذیل کی آیات میں اسی قتل عام کی روک تھام کے لئے شرعی قانون صادر فرمایا گیا اور اس بات کو سخت ناپسند فرمایا گیا کہ کوئی انسان ظلماً قتل کر دیا جائے اور قاتل سے بدلہ نہ لیا جائے بلکہ وہ دندناتا پھرے۔ چناں چہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص عمداً قتل کرے اس میں قصاص ہے اور جو قصاص میں حائل ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کا غضب ہے۔ نہ اس سے اس باب میں فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش۔'' (جمع الفوائد)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جس شخص کی سفارش اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں رکاوٹ بنے (تو وہ ایسا ہے) کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کی مخالفت کی۔'' (مشکوٰۃ)

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا شہروں میں چالیس رات بارش سے زیادہ نفع بخش ہے۔'' (مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

غور کرنا چاہئے کہ اگر قصاص کا قانون نہ ہوتو پورا عالم تہس نہس ہو اور انسان ایک دوسرے کو کاٹنے میں دریغ نہ کرے جیسا کہ آج کے پر آشوب دور میں ہو رہا ہے، چوں کہ اکثر و بیشتر مسلم ممالک میں کافرانہ جمہوری نظام نافذ ہے اور اس نظام کے تحت چلنے والی عدالتیں عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے ان کا خون کرتی ہیں، قاتل کو اس کے جرم کی قرار واقعی سزا نہیں دی جاتی جس سے مقتول کے ورثاء میں انتقامی جذبات پیدا ہوتے ہیں اور قتل وغارت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور چوں کہ یہ فترت کا دور ہے اور کہیں بھی خلافت اسلامیہ قائم نہیں کہ وہ حدود اللہ کو قائم کر کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے اس لئے کفار و مشرکین بے خوف وخطر مسلمانوں کا قتل عام روا رکھے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قیامِ خلافت اسلامیہ کے لیے امکانی حد تک لازمی کوشش کرے تاکہ دنیا اسلام کے نظامِ عدل سے فیض یاب ہو سکے۔

الہدیٰ

- ایمان والوں پر قصاص و دیت کا قانون لازم کیا گیا ہے۔ اس قانون سے سرتابیِ عذاب الیم کا سبب ہے۔
- سزاؤں میں بدلہ بقدر جرم ہونا ضروری ہے۔ زیادتی بجائے خود ظلم ہے۔
- قرآنی حکم کے مطابق سزا صرف اس کو ملے گی جس نے قتل کیا ہے۔ یہ نہیں کہ قتل وڈیرہ کرے اور جیلوں کے دھکے کھانے کے لیے کم حیثیت کے لوگوں، مزارعوں کو قانون کے سپرد کر دیا جائے۔
- جو شخص حدود اللہ کے قیام میں رکاوٹ بنے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور لعنت کا حق دار ہے۔
- مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حدود اللہ کے قیام کے لیے خلافت اسلامیہ کے قیام اور شرعی نظام کے نفاذ کی عملی جدوجہد کریں تاکہ حیات انسانی کو محفوظ بنایا جا سکے۔

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی (الفرقان لکھنؤ)

یقین وتوکل (۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

اے لوگو! میں نے تم کو جنت کے قریب کرنے والی اور دوزخ سے دور کرنے والی ہر بات بتادی ہے۔اور دوزخ سے قریب کرنے اور جنت سے دور کرنے والی ہر شے سے تم کو روکا اور منع کیا ہے۔روح القدس جبریل امین نے (اللہ کی طرف سے) میرے قلب میں یہ بات ڈالی ہے کہ: کوئی متنفس (انسان) اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک اپنے حصے کا رزق اس کو نہ مل جائے۔لہٰذا اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اور رزق کی تلاش اور اس کے حصول میں نیکی اور شرافت کا طریقہ اختیار کرو۔اور روزی میں اگر کچھ تاخیر ہوجائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اللہ کی نافرمانیوں کے ذریعہ رزق حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگو۔اس لئے کہ جو کچھ اللہ کے قبضے میں ہے وہ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کے ذریعہ اس سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۲۹۹/۷)

غالباً یہ رسول اللہ ﷺ کے کسی خطبے کے ارشادات ہیں، پہلے آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ حقیقت بتلائی اور یاد دلائی ہے کہ خیر وفلاح اور اللہ کی رضا کی ساری باتیں آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو بتلادی ہیں۔اور ہر شر وفساد اور اللہ کی ناراضگی کی بات سے لوگوں کو ہوشیار کردیا ہے۔اسی طرح ایک خیر وفلاح کی اہم بات آپ ﷺ کے دل میں اللہ کی طرف سے ڈالی گئی جو لوگوں کو آپ ﷺ نے بتلائی۔آپ ﷺ کے قلب اطہر میں اللہ کی طرف سے حکمت ودانائی اور خیر وفلاح کی باتیں ڈالی جاتی رہتی تھیں، اور یہ بھی وحی کی ایک قسم ہوتی تھی۔آپ ﷺ نے لوگوں کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کی روزی مقرر ہوچکی ہے، وہ اس کو مل کر رہنا ہے، اور جب وہ ملنا ہی ملنا ہے تو عقل ودانائی کا تقاضا اور اللہ کا حکم یہ ہے کہ بندہ اس کے حصول کے لیے جائز ذرائع ہی اختیار کرے۔اللہ کو اس کو جو دینا ہے وہ دے کر رہے گا۔اور اس کے لیے جائز اسباب وذرائع ہی اختیار کیے جائیں۔اس لیے کہ اگر اللہ وہ نعمت یا رزق اس بندے کو دینا چاہے گا تو اس کو حلال طریقے سے دے دے گا، اور اگر نہیں چاہے گا تو حرام طریقے سے بھی نہیں دے گا۔اور جب بات ایسی ہے تو کیوں انسان اپنے اللہ پر بھروسہ نہ کرے اور حرام راستوں پر چلے؟

اس حدیث کی اصل تعلیم یہ ہے کہ اللہ کے خزانے میں حلال کی کمی نہیں ہے۔اگر انسان اس کریم آقا کی رحمت وکرم پر نظر کرکے اور اس کی ذات پر یقین رکھتے ہوئے اس پر بھروسہ کرے، اور اس کے حکم کے مطابق اس کی روزی حاصل

کرنے کی کوشش کرے تو یقیناً اس کو اپنا حصہ ضرور ملے گا۔ پھر کیوں وہ گناہ ومعصیت کی آلودگیوں سے اپنے ظاہر و باطن کو گندہ کرے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللّٰھم لکَ اَسلَمتُ، وبکَ آمنتُ، وَ عَلَیکَ توَکّلتُ، وَالیکَ أنبتُ، وبکَ خاصَمتُ، اللّٰھُمَّ اِنّیْ أعوذُ بعِزَّتکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ اَنْ تُضِلَّنِی اَنتَ الحیّ الَّذیْ لا یَموتُ، وَالجِنُّ وَالْاِنسُ یَمُوْتُوْنَ

(اے اللہ میں اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتا ہوں، آپ پر ایمان لاتا ہوں، اور آپ پر بھروسہ کرتا ہوں، آپ ہی سے لولگاتا ہوں اور آپ ہی کے بھروسہ پر لوگوں سے جھگڑا مول لیتا ہوں، اے اللہ آپ کے علاوہ کوئی معبود اور خدائی کا حقدار نہیں۔ میں آپ کی طاقت وغلبہ کی پناہ چاہتا ہوں، مت گمراہ کیجئے گا مجھ کو۔ آپ ہی حیّ لا یموت ہیں، اور انسان وجن سب مرنے والے ہیں (یعنی آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں اور آپ کے علاوہ سب ختم ہونے والے اور مرجانے والے ہیں) (صحیح مسلم)

آنحضرت ﷺ کی یہ دعا ایک پورا منظر پیش کرتی ہے اللہ سے آپ ﷺ کے تعلق اور بندگی و وارفتگی اور اللہ پر آپ ﷺ کے یقین و توکل کی کیفیت کا۔ یہ کیفیت بندگی کی معراج اور نبوت کی خاص وراثت ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے اللہ سے اپنے بندگی کے تعلق اور اللہ پر اپنے انحصار اور اسی پر اپنے کل بھروسے کا جس طرح اظہار کیا ہے وہ توکل کی انسانی انتہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اس طرح کی دعاؤں میں جہاں اللہ پر توکل اور اس سے تعلق کا اظہار ہے وہیں یہ دعائیں ان ایمانی کیفیت کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں۔ ان دعاؤں کے اہتمام سے ان حسین کیفیات کی دل میں آبادی ہو جاتی ہے۔ اہل ایمان کے لیے صلائے عام ہے۔ ان سے فائدہ نہ اٹھانا بڑی محرومی اور خسارہ ہے۔

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 26/اگست 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی قسط:۵

خلافت وملوکیت

ان تصریحات سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آیتِ استخلاف کا وعدہ پوری امتِ مسلمہ سے ہے اور بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو آیت مقدسہ کے اوّلین مخاطب تھے۔ ان کا وعدۂ استخلاف سے اخراج کسی طور پر جائز نہیں ہے اور آیتِ کریمہ کو ''خلفائے اربعہ'' تک محدود کرنا محض سینہ زوری ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو **ومن کفر بعد ذٰلک** ...... کے حکم میں شامل بھی کرنا ہے۔

آیتِ استخلاف میں ''منکم'' کی بحث

کچھ لوگ آیتِ استخلاف کے لفظ ''منکم'' سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اس سے عام امت مراد ہوتی تو لفظ ''منکم'' زائد اور بے فائدہ ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام زائد اور بے فائدہ لفظوں سے پاک ومنزّہ ہے لہذا اس سے وہی حضرات (خلفائے اربعہ) مراد ہیں۔ جو نزول آیت کے وقت موجود تھے۔ یہ تخصیص ''بعض'' کا اپنا خیال ہے۔ آیتِ استخلاف سے اس کی بالکل تائید نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اوپر وضاحت ہوچکی ہے۔

مخالفین صحابہ نے اس نظریے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسری آیت (آیتِ معیت) کو تختۂ مشق بنایا ہے۔

وعد اللّٰہ الذین اٰمنو ا وعملوا الصّٰلحٰت منھم مغفرۃ وّ اجراً عظیماً (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح ۲۹)

وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو ایمان لائے اور کئے اچھے کام، معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

دشمنانِ صحابہ کے نزدیک اس آیت میں لفظ ''منھم'' کی بناء پر جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم وعدہ الٰہی میں شامل نہیں ہیں بلکہ وہ بعض ہیں جن کے لیے ایمان اور عمل صالح ثابت ہو۔ جبکہ مفسرین کرام نے ''منھم'' کے باوجود سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ تفسیر عثمانی میں ہے کہ:

نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب ایسے ہی تھے..... بعض دوسرے بزرگوں نے (**والذین معہ**' ...... **سجداً**) سے (آیتِ معیت کو) علی الترتیب خلفائے اربعہ پر تقسیم کردیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ آیت تمام جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہیئتِ مجموعی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے خصوصاً اصحاب بیعتِ رضوان کی جن کا ذکر آغاز سورت سے برابر چلا آرہا ہے۔

(تفسیر عثمانی تحت آیتِ معیّت)

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ ضمیر ''منھم'' کی الذین معہ' کی طرف نہیں پھر سکتی ورنہ معاذ اللہ کلام میں تعارض ہوجائے گا۔ کیونکہ الذین معہٗ کے جو اوصاف اوپر بیان فرمائے ہیں، وہ بتارہے ہیں کہ وہ سب کے سب

مومن صالح تھے۔غیر ممکن ہے کہ ان میں کچھ لوگ صالح ہوں، کچھ غیر صالح۔ بلکہ یہ ضمیر اس جماعت کی طرف پھر رہی ہے جس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو بعد میں داخل اسلام ہوئے کھیتی کی مثال سے اسلام کی ترقی اور نئے لوگوں کا اسلام میں داخل ہونا مفہوم ہو رہا ہے۔ (مجموعہ تفسیرِ آیات قرآنی۔ص ۵۱۸)

جہاں تک استخلاف کا تعلق ہے تو اس کا اطلاق جملہ خلفائے صحابہ ﷺ پر بدرجہ اولیٰ ہوتا ہے اور ان کی خلافت ''خلافتِ راشدہ'' کا اوّلین مصداق ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید ''ہدی للناس'' ہے۔اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ اس کے عموم کو خصوص میں تبدیل کر کے یہ دعویٰ کیا جائے کہ آیت میں وعدۂ استخلاف آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تیس برس کے لیے تھا۔ اگر علیٰ سبیل التنز ل اس دعویٰ کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آیتِ استخلاف میں لفظ ''منکم'' سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وعدۂ استخلاف ان مؤمنین، صالحین سے ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے کیونکہ یہ آیت سورۃ النور کی ہے اور یہ سورۃ غزوہ بنو مصطلق کے بعد نازل ہوئی ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا تھا یا اس کے بعد ۶ھ کے نصف آخر میں۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد اسلام لائے تھے لہٰذا وہ آیتِ استخلاف کے مصداق نہیں بن سکتے۔ تو اس صورت میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیت استخلاف کے مصداق قرار پاتے ہیں کیونکہ وہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور وہ آیت کے مخاطبینِ اوّل میں سے تھے۔ بعد میں انہوں نے ہجرت بھی کی۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے...... میں (وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا...... اور ایک وجہ میرے شریک نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ میں مہاجرین سے لڑنا نہیں چاہتا۔ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اسی وجہ سے تو ہم آپ سے اور ان سے دونوں سے الگ رہے...... (ازالۃ الخفاء۔ ج ۱ ص ۴۱۸)

اس کے بعد جو کچھ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ ''حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے معانی کا فرق معلوم نہیں ہو سکا۔'' (ایضاً ص ۴۱۹) یہ ان کا اپنا خیال ہے جو یقیناً باعثِ تعجب ہے کہ ایک جلیل القدر اور فقیہہ صحابی تو ہجرت کا معنی نہ سمجھ سکے۔ مگر قاضی مظہر حسین صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب سمجھ گئے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً ان حضرات کی سند کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں کافی ہیں۔ **اللھم علمہ الکتب ...... اللھم اجعلہ ھادیا و مھدیا و اھدبہ** اور ان کی فقاہت کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سند ''قد صحب رسول اللہ...... انہ فقیہ'' کافی ہے۔

بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہی ہے۔ اوّل الذکر نے اپنے مہاجر ہونے کا دعویٰ کیا اور ثانی الذکر نے اسے تسلیم کر لیا اور اب شاہ صاحب اور قاضی صاحب کے نہ تسلیم کرنے سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔

حضرت معاویہ ؓ کے اپنے اس قول، مدینہ منورہ میں مستقل قیام اور پھر تحصیلِ علم کے لیے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری کے علاوہ آپ ﷺ کی معیت میں غزوات میں شرکت جسے شاہ ولی اللہؒ نے بھی دوسرے معنی کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہجرت قرار دیا ہے۔ شاہ صاحب کی اس توجیہ کے مطابق تو حضرت معاویہ ؓ کو دونوں طرح کی ہجرت کی سعادت حاصل ہوگئی ہے۔

جناب قاضی مظہر حسین کا یہ دعویٰ کہ سورۃ النور غزوۂ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی اور یہ غزوہ ۶ ھ کے نصف آخر میں پیش آیا تو اب سوال یہ ہے کہ ۶ ھ کا نصف آخر ۷ ھ تک جا سکتا ہے۔ اب اس کے کتنے عرصہ بعد سورۃ النور نازل ہوئی اس کے بدلے میں کوئی بات قطعیت کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی۔ تو پھر فریق مخالف کے دعویٰ کی کیا حیثیت باقی رہی ؟

مزید برآں کیا یہ ضروری ہے کہ کسی سورۃ کی تمام آیات یکبارگی نازل ہوگئی ہوں اس سورۃ (النور) کے ۹ رکوع اور ۶۴) آیات ہیں۔ کیا اس کے نزول کی تکمیل ۷ ھ تک ہی ہوگئی تھی۔ علمائے تفسیر کے درمیان سورتوں کی ترتیبِ نزولی کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ سب کسی ایک ترتیب پر متفق نہیں ہیں۔ علامہ جلال سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب الاتقان میں مختلف اور متضاد اقوال نقل کئے ہیں۔ مفسرین کے نزدیک مکی سورتوں کی تعداد تراسی ۸۳ ہے اور مدنی سورتوں کی تعداد اکیس ۲۱ ہے۔

ایک ترتیب کے مطابق سورۃ النور کے نزول کا نمبر (مدنی سورتوں میں) ۱۹ ہے۔ جبکہ نمبر ۱۸ پر سورۃ اذا جآء نصر اللہ اور نمبر ۲۰ پر الحج ہے۔ (نظرات فی القرآن للشیخ محمد الغزلی طبع دوم۔ ص، ۲۵۸۔ بحوالہ فقہ القرآن ج ۵ ص ۸۵)

بہر حال اس تفصیل سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ مدنی سورتوں کے نزول کے اعتبار سے سورۃ النور کا نمبر ۱۹ ہے اور وہ اذا جآء نصر اللہ نمبر ۱۸ کے بعد اور سورۃ الحج نمبر ۲۰ سے پہلے نازل ہوئی تھی اور حج سنہ ۹ ھ میں فرض ہوا ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

حج کی فرضیت کا حکم راجح قول کے مطابق سنہ ۹ ھ میں آیا ہے۔ اور اسکے اگلے سال سنہ ۱۰ ھ میں اپنی وفات سے صرف تین مہینہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج ادا فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۸۸)

سورۃ اذا جآء نصر اللہ کا نزول بھی متفقہ طور پر فتح مکہ سنہ ۸ ھ کے بعد ہی ہوا ہے۔ بلکہ صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ اذا جآء نصر اللہ کا نزول بھی سنہ ۹ ھ ہی کا ہے۔ اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے سورۃ اذا جاء نصر اللہ کے بارے میں شیوخ بدر کے سامنے حضرت عمر ؓ کے استفسار پر فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کی وفات کی اطلاع ہے۔ جو اللہ نے آپ کو بتادی ہے۔ اس پر حضرت عمر ؓ نے فرمایا ''مَا اَعلمُ مِنهَا اِلَّا مَا تَقُولُ'' میں (بھی) اس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں جانتا جو تم کہہ رہے ہو۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۃ اذا جاء نصر اللہ)

واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان شیوخ بدر کے سامنے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے رکن اور اکابر صحابہ میں سے تھے اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کو وفات کی اطلاع آپ ﷺ کی وفات سے کچھ ہی پہلے دی گئی ہوگی جس کا امکان یقینی طور پر سورۃ حج کے نزول سے ذرا پہلے ہوسکتا ہے اور سورۃ النور تو اذا جاء نصر اللہ کے بھی بعد نازل ہوئی ہے لہذا اس کا نزول سنہ ۹ ھ میں ہی ہوسکتا ہے۔

جناب جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ:

جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتبین وحی کو ساتھ ہی یہ بتادیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر لکھ لیا جائے۔چنانچہ وہ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے مقام پر درج ہوجاتی تھی۔ترتیب نزول کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ آنحضرت ﷺ نے فرمائی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے۔اس لیے جب قرآن مکمل ہوگیا تو لوگوں کو یہ یاد بھی نہیں رہا کہ کونسی آیت کس ترتیب سے نازل ہوئی تھی۔لہذا اب جزوی طور پر بعض سورتوں یا آیتوں کے بارے میں تو یہ علم ہوجاتا ہے کہ ان کی ترتیب کیا تھی لیکن پورے قرآن کی ترتیب نزول یقین کے ساتھ بیان نہیں کی جاسکتی۔

علامہ سیوطیؒ نے ''الاتقان'' میں بعض روایات کے مدد سے سورتوں کی ترتیب نزول بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن درحقیقت ان روایتوں سے یقینی طور پر صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کون سی سورت مکی اور کون سی مدنی ہے۔ترتیب نزول کی تفصیلات ان سے معلوم نہیں ہوتیں، ماضی قریب میں بعض مستشرقین نے بھی ترتیب نزول معیّن کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہماری نظر میں یہ ساری کوششیں ایک ایسے کام میں اپنا وقت صرف کرنے کے مترادف ہیں جس میں کبھی یقینی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔(علوم القرآن۔ص ۶۹۔۷۱)

اس تفصیل سے اتنی بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ سورۃ النور (جس میں آیتِ استخلاف ہے) کے بارے میں پورے یقین کے ساتھ کوئی دعویٰ ہی نہیں کیا جاسکتا۔کہ وہ کب نازل ہوئی ہے۔غالبًا اسی لئے قاضی مظہر حسین صاحب نے یہ لکھ کر جان چھڑالی کہ ''اس کا نزول غزوہ بنی المصطلق کے بعد ہوا ہے اور یہ غزوہ سنہ ۶ ھ کے نصف آخر میں پیش آیا۔''

(حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان حامی غالی گروہ۔ص ۲۷)

یہ سورۃ اس غزوہ کے کتنے عرصے بعد نازل ہوئی؟ اور کیا یہ سورۃ جو نو رکوعات اور چونسٹھ آیات پر مشتمل ہے یکبارگی اور دفعتاً نازل ہوئی؟ کیا اس سورۃ کی آیات موجودہ ترتیب (جس میں آیت استخلاف کا نمبر پچپن ہے) کے مطابق نازل ہوتی رہیں۔

جب اس سورۃ کے سن نزول کے بارے میں ہی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا تو پھر قاضی صاحب خواہ مخواہ جبر اور زبردستی سے کام لیتے ہوئے تیقن کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آیت استخلاف کے مصداق سے کیوں خارج قرار دے رہے ہیں۔کیا یہ اہلسنت کی خدمت ہے یا سبائیت کی؟ کیا سبائیت کی خدمت کرنے والا بھی خادم اہل سنت کہلاسکتا ہے؟

پھر آپ کے ارشاد کے مطابق بھی اس سورۃ کا نزول ٦ ھ کے نصف آخر کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا نزول ٧ ھ تک تو جا سکتا ہے اسے تسلیم کرتے ہوئے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیتِ استخلاف کا مصداق قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ وہ عمرۃ القضاء ٧ ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے بال بھی تراشے تھے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے بقول تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے سال (٦ ھ) اسلام لائے۔

(ازالۃ الخفاء۔ ج ا،ص ٤٧٢)

اور اس قول کے بارے میں جناب قاضی صاحب کا یہ فیصلہ ہے کہ "صلح حدیبیہ کے سال اسلام لانے کا قول مرجوح ہے۔ (حضرت معاویہؓ کے نادان حامی ص ٢٩) مگر ہے تو سہی۔

جناب قاضی صاحب امام اہل سنت کے قول کو مرجوح قرار دے سکتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ "یہاں امام اہلسنت کا یہ لکھنا محلِ نظر ہے کہ ان یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد پھر مسند خلافت کو کوئی صحابی نصیب نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نو سال تک مسندِ خلافت پر فائز رہے...... امام اہل سنت غالباً خلفائے راشدین کی نظر ثانی نہیں کر سکے، ورنہ زیر بحث عبارت قابلِ اصلاح تھی۔ (خارجی فتنہ۔ ج ٢، ص ٦٣٨۔ ٦٣٦)

یقیناً یہ علمی اختلاف ان کا حق ہے تو اسی "حق" کے تحت جب کوئی دوسرا شخص ان کے قول کو مرجوح قرار دے کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو آیتِ استخلاف کا مصداق ثابت کرتا ہے تو وہ فوراً اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نادان حامی، غالی گروہ میں شامل کر دیتے ہیں۔

دراصل جناب قاضی صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کو اس بات سے شدید غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے واقعۂ افک اور آیتِ استخلاف کو لازم وملزوم اور ایک ہی سلسلہ کی کڑی سمجھ لیا ہے اسی لیے وہ یہ لکھتے ہیں کہ آیتِ استخلاف سورۃ نور کی ہے اور یہ سورۃ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی ہے...... اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ غزوہ ٥ ھ میں ہوا تھا یا اس کے بعد ٦ ھ کے نصف آخر میں (عقیدہ خلافتِ راشدہ اور امامت۔ ص ١٢)

چونکہ غزوہ بنی المصطلق کے بعد واقعہ افک رونما ہوا تھا اسی پر قیاس کرتے ہوئے انہوں نے آیتِ استخلاف کو اس کے ساتھ نتھی کر دیا جبکہ یہ دونوں جدا جدا اور الگ الگ ہیں۔ واقعہ افک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا ذکر ہے جس کا اہتمام غزوہ بنی مصطلق کے بعد ہوا اور آیتِ استخلاف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلافت عطا کئے جانے کا وعدہ ہے۔

افک کے بارے میں آیات کے نزول کو تو کسی حد تک غزوۂ بنی المصلطق کے بعد تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ (اگر چہ افک کے بارے میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے) لیکن آیتِ استخلاف کے نزول کو اس کے ساتھ شامل کرنا محض سینہ زوری ہے۔ (جاری ہے)

ابوسفیان تائب

حمد باری تعالیٰ

تیرے در کا ہوں سوالی میری جھولی بھر دے
تو غنی داتا ہے قطرے کو سمندر کر دے

ہو تیری ذات پہ ہر حال میری پہلی نظر
میرے دل میں یہی آموختہ ازبر کر دے

تیری رحمت کی ہو امید میرے دل میں بسی
میں تیرے خوف سے لرزوں مجھے ایسا ڈر دے

تیری مخلوق سے ہو جائے مجھے ایک حجاب
صرف اپنی ہی محبت میرے دل میں بھر دے

تا ابد کھلتے رہیں اس میں محبت کے گلاب
یاالٰہی دلِ ویران کو گلشن کر دے

ہیں رواں قافلے کتنے تیرے گھر کی جانب
میں بھی آؤں تیرے گھر میں مجھے بال و پر دے

سانس جب تک ہے تیری حمد و ثنا لکھتا رہوں
معرفت اپنی میرے دل میں اجاگر کر دے

روسیاہی کہیں برباد نہ کر دے مجھ کو
سب گناہوں سے الٰہی مجھے تائبؔ کر دے

وجودِ باری تعالیٰ

باغ کی بے رنگیوں میں تیری گُل کاری کا نقش
باغ کی رنگینیوں کا مرکزِ معہود تُو
کیا کرے گا دَہریہ انکار تیری ذات کا
دَہر کا قائل ہے وہ اور دَہر میں موجود تُو

علامہ طالوت مرحوم

مولانا ابوالکلام آزادؒ

نعت رسولِ مقبول ﷺ

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی
تو ابتدا سے طبع روفاں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصف پیمبر رقم کیے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پر تو حسن رسول سے
بیکار اے فلک شب مہتاب بھی ہوئی

ساقیٔ سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مست مے بے خودی ہوئی

دل کھول کر رسول سے میں نے کیے سوال
ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتابِ نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرت کی دی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشق رسول کا
جنت کی راہ اس کے لیے ہے کھلی ہوئی

آزادؔ اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہ ِ زمن کی بھری ہوئی

پروفیسر خالد شبیر احمد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام

رکھا ہے میرے سامنے تیرا جنوں نصاب
تیرے ہی قرب نے دیا ہے درد و اضطراب

اک عہد آفریں ہوا تیرا قدم قدم
لائے کہاں سے ڈھونڈ کے تیرا کوئی جواب

تیرے ہی دم قدم سے ہے ہر گُل پہ یہ نکھار
پرتو تیرے شباب کا ہر چہرۂ گلاب

عزمِ جواں کو بخشتا ہے تُو نے ہی ولولہ
تیرے شعور و شوق کا روشن ہے آفتاب

تیرے ہی دم قدم سے ملی منزلِ حیات
عشق و جنوں کی تُو ہی تو ہے اِک کھلی کتاب

موجِ صبا کی آبرو گُل کی متاعِ رنگ
صحنِ چمن کی رونقیں تیرا حسین خواب

وحشت جنوں کی تیرے تکلّم کی آبرو
لکھا ہے خونِ دل سے تہوّر کا تو نے باب

تم ہی نشانِ عظمتِ انساں ہو بالیقیں
تم ہی وقارِ گلشن و سرو و سمن گلاب

تم شہپرِ شعور ہو' تم شوکتِ جنوں
تم سے رہے گی شہرِ تمنا کی آب و تاب

ڈوبا ہے جب سے آنکھ کی گہرائیوں میں تُو
نغمے سنائے تیرے ہی دل کا میرے رُباب

نقشِ جمیل تیرا میری جاں پہ عکس ریز
جیسے کہ جُوئے آب پہ ہو چاند محوِ خواب

خالؔد اسی کے دم سے ہے روشن ضمیرِ شوق
نظروں سے جس کی پیتا ہوں ہر دم شرابِ ناب

☆......☆......☆

سید کاشف گیلانی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تو مجسمہ وفا کا تو صداقتوں کا پیکر
تجھے موت نے جِلادی تری زندگی سے بڑھ کر

ترے عجز نے عطا کی تجھے بوریا نشینی
ترے نوکِ پا کی زد میں تھا تختِ سکندر

ترے آگے اہلِ دانش سدا سرنگوں رہے تھے
کہ ادب سے بیٹھتے تھے ترے سامنے سخنور

ترے پاس موت آ کر کئی بار مڑ گئی تھی
ترے جیسا دیکھا ہوگا کہاں موت نے دلاور

ترا نطق ربِ کعبہ کا حسین معجزہ تھا
ہے وطن کا ذرہ ذرہ ترے لحن سے منور

تری آگہی نے تجھ کو سدا بے قرار رکھا
رہا جوش میں ہمیشہ تری زیست کا سمندر

ترے ڈر سے قادیاں کے در و بام کانپتے تھے
ترے جیسا آ سکا ہے کہاں پھر کوئی قلندر

یہ وہ دورِ ابتلا ہے مجھے خوف آرہا ہے
جو سمندروں میں اترے کہاں لوٹے وہ شناور

ترے کارواں کو لے کر ہم اگرچہ چل رہے ہیں
مگر آئی ہے بخاری ہمیں تیری یاد اکثر

میں فقیرِ بے نوا ہوں مرا پیر ہے بخاریؒ
مجھے کیا ڈرا سکیں گے بھلا حاکم و تونگر

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

موسم بدل رہا ہے مرے یار کی طرح
سب کچھ ہے جھوٹ آج کے اخبار کی طرح

پہنچے گی کس طرح مرے آنگن میں روشنی
غربت کھڑی ہے راہ میں دیوار کی طرح

آرائشِ جمال کا عالم نہ پوچھئے
ہر نقش دلفریب ہے بازار کی طرح

نکلے کوئی حسین تو بازار میں اسے
ہر آنکھ دیکھتی ہے خریدار کی طرح

پوچھو نہ مجھ سے حال کہ دنیا کی بھیڑ میں
حیراں کھڑا ہوں شاعرِ نادار کی طرح

بانہیں گلے میں ڈال کے کہتا تھا اک پٹھان
تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

نشہ یہ اقتدار کا تائبؔ عجیب ہے
اکڑی ہوئی ہیں گردنیں کہسار کی طرح

سید یونس الحسنی

فرنگی کے غلاموں کی غلامی

جناب ظفر اللہ جمالی غفرلہ ہوگئے اور گزشتہ ایک ڈیڑھ ماہ سے اچھلتی کودتی ،گرتی سنبھلتی افواہیں بالآخر حقیقت کا روپ دھار گئیں۔اب وزارت عظمٰی کی دستار براستہ شجاعت حسین وزیرخزانہ شوکت عزیز تک پہنچے گی۔سابق وزیراعظم فی نفسہٖ ایک شریف الطبع اور سلیم الفطرت شخصیت کے مالک ہیں۔اس لیے وہ مارِ آستین کو پہچان نہیں پائے یا مصلحتاً خامشی کی راہ اپنا کر عافیت چاہتے رہے مگر ہونی ہو کر رہی، گھر کی اشیاء بے ترتیب ہی رہیں۔صحرا میں بگولوں کے فشارِ بیکراں کی طرح ان کے ذہن میں الجھنوں کا غبار مسلسل اڑتا رہا۔وہ ہر سمت سے نظم حسن کے کہسار کی سر بفلک دیواروں میں گھرے ہوئے تھے ۔ایسی زلف کے اسیر تھے جس نے انہیں اندھیاروں میں پھینک دیا۔وہ اسے مسیحا سمجھ کر بیٹھے جس کی کج ادائی سے اس گلشن کا پتا پتا بوٹا بوٹا مختلف عوارض کا شکار ہے۔میر صاحب نے شجاعت کو نامزد کیا جو وزیراعظم بن گئے اور ٹیکنو کریٹ شوکت عزیز کسی حلقے سے قومی اسمبلی کے رکن بن کر ان کی جگہ سنبھالیں گے۔ یہ سب کچھ بڑے میاں کے منصوبے کے عین مطابق ہو رہا ہے۔ وہ اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سمارہے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جمالی نے سیاسی انداز سے وزارت عظمٰی تیاگ کر ایک نئی جمہوری تاریخ رقم کی ہے۔موجودہ حالات میں ملک وقوم کو جن آلام ومصائب اور چیلنجز کا سامنا ہے۔اس کا لازمی تقاضا یہی تھا کہ ہماری قیادت تحمل اور دوراندیشی کا راستہ اپناتی۔لہٰذا اس فیصلے سے نہ صرف یہ کہ سیاسی بحران پیدا نہیں ہوا بلکہ جمہوری اداروں کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں جاری رکھنے کا بہترین موقع ملا ہے اور بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا قد کاٹھ بڑھا ہے۔اگر سچائی یہی ہے تو کئی سوالات سر اٹھاتے ہیں مثلاً

۱) اگر وہ مستعفی نہ ہوتے تو کیا جمہوری اداروں کا مستقبل تاریک تر ہو جاتا؟

۲) کیا صدر پرویز کے لگے بندھے منصوبے کے تحت یہ ساری کارروائی عمل میں نہیں آئی ؟

۳) ڈیڑھ سال میں تیسرا وزیراعظم آنے سے کیا نہرو کا وہ طنز درست ثابت نہیں ہوتا کہ ''میں نے اتنی دھوتیاں نہیں بدلیں پاکستان میں جتنے وزیراعظم بدلے ہیں۔''

۴) کیا ظفر اللہ جمالی میں دوراندیشی اور تحمل کی کیفیات عنقا تھیں؟

۵) کیا موجودہ طریق کار سے میر صاحب کی نااہلیت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کر دی گئی ؟

۶) کیا شوکت عزیز کو وزارت عظمٰی سونپ کر معین قریشی والا ڈرامہ نشر مکرر کے طور پیش نہیں کیا جارہا؟

۷) بین الاقوامی برادری میں پاکستان کی کس قدر عزت افزائی ہوئی ہے اور کیسے؟

ہماری رائے میں معاملات کی اکھاڑ پچھاڑ کا پس منظر کوئی نئی تاریخ رقم کرنا ہرگز نہیں بلکہ غلام محمد کے دور کی تاریخ کا

الٹ پھیر ہے، قوم کو جس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ملکی سیاسیات میں بری طرح دخیل ایک گھس بیٹھئے طارق عزیز نے بعض مخصوص مقاصد کے تحت شوکت عزیز کو بطور وزیر خزانہ متعارف کرایا تھا۔ یہ صاحب دنیا کے مختلف ممالک میں بینکاری حیثیت سے کام کرتے رہے اور چند عالمی طاقتوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جنرل پرویز مخصوص وجوہات کے تحت انہیں خاصا پروٹوکول دیتے رہے حتیٰ کے انہیں بے دھڑک اپنی ایٹمی تنصیبات کا معائنہ کرنے بھی بھیج دیا۔ وہ ایسی جگہوں میں بھی تاک جھانک کر آئے جن سے وزیر اعظم کا گزر بھی محال ہوتا ہے۔ ان کے دورے کے بعد ہی صدر بش نے پاکستانی ایٹمی پروگرام پر اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ ان کی اقتصادی مہارت کی تعریف میں دانشور زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں لیکن شاید ان کا حافظہ ضرورت سے زیادہ کمزور ہے۔ وہ بھول گئے ہیں کہ جب سے یہ حضرت سالانہ میزانیہ پیش کر رہے ہیں۔ مہنگائی ساتویں آسمان کو چھونے لگی ہے، غریب قوت لا یموت کے حصول سے بھی قاصر ہیں۔ یوٹیلٹی بلز اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ لوگ الامان الامان کی پکار کرتے ہیں۔ اراکین اسمبلی کی تنخواہیں تو کئی سو فیصد بڑھائی جا چکی ہیں لیکن بے چارے سرکاری ملازمین اور پینشنرز کے لیے بلند بانگ دعوؤں کے باوصف اونٹ کے منہ میں زیرہ کا مصداق اضافہ کیا گیا ہے۔ غریب اور امیر کا فرق کم ہونے کی بجائے کئی گناہ بڑھ گیا ہے۔ بلاشبہ وہ بین الاقوامی اقتصادیات کے نت بدلتے نظریات پر گہری نگاہ رکھتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ پاکستانی معاشرے کے حقیقی خدوخال کے مطابق کوئی حقیقی معاشی کارکردگی دکھا سکیں گے۔ جہاں تک غیر ملکی سرمایہ کاروں کی طرف سے پاکستان میں دلچسپی کا تعلق ہے تو اس کی خصوصی وجوہات ہیں، جس کا وزیر خارجہ کی استعداد کار سے کوئی ربط و تعلق نہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ اس وقت مالی اور حربی اعتبار سے امریکہ بالا دست قوت ہے، وہ جس کی سرپرستی کرے گا، وہی شہرت پائے گا اور جس کا لعل اکھاڑے گا، وہ بے نشان ہو جائے گا۔ صدر محترم ہی کو لیجیے۔ اس سرپرستی کے تحت ایک بھلے چنگے منتخب وزیر اعظم کو چلتا کر کے مسند اقتدار پر آ براجمان ہوئے۔ بش کی ہم نوائی میں طالبان کا تختہ کیا، دینی اقدار سے گریز پائی کا رویہ اپنانے کی لوگوں کو ترغیب دی اور اسی عفریت کی طرف سے روشن خیالی، جدت پرست اعتدال پسندی کا سبق میاں مٹھو کی طرح تکرار سے پڑھ پڑھ کر نام نہاد عالمی برادری میں اعلیٰ پائے کے دانشور صدر کے طور پر مشہور ہو گئے۔ اپنی پالیسیوں کو تحفظ دینے کے لیے اپنے جیسے لوگ درکار تھے سو مسٹر شوکت عزیز کو درآمد کیا گیا جو بش و پرویز کا منظور نظر ہے۔ شخص مذکور کی لیاقت تو بس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ اگر یہ صاحب وزیر اعظم بن جاتے ہیں تو انفارمیشن واضح ہے یعنی:

۱)　پاکستانی معیشت میں سود کو بہر طور موجود رکھنا۔

۲)　جنرل پرویز کی سوچ کے مطابق بھارت کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھانا۔

۳)　افغان مجاہدین کی طرح کشمیری حریت پسندوں کو بھی کلیتہً بے یارو مددگار کرنا۔

۴)　پاکستانی اقتصادیات پر غیر ملکیوں خصوصاً امریکیوں کی اجارہ داری قائم کرنا۔ (جسے غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی

کا نام دیا گیا ہے)

۵) وطن عزیز میں امریکہ کو مستقل فوجی اڈے دینا (یاد رہے! حال ہی میں پاکستان کو نان نیٹو اتحادی اسی لیے بنایا گیا ہے)

۶) پاکستانی ایٹمی پروگرام رول بیک کر کے اسے بتدریج ختم کرنا۔

۷) اپنوں کو کچلنے کی پرویز پالیسی کی پوری طرح نگہبانی کرنا۔

۸) ملک کو جنرل صاحب کی سوچ کے مطابق مکمل سیکولر، لبرل ملک بنانا۔

۹) اسرائیل کو جلد یا بدیر تسلیم کرنا۔

ان ممکنہ کیفیات کے باعث ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اپوزیشن کے خدشات درست ہیں اور شوکت عزیز کا وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالنا ملک کو امریکی کالونی بنانے کے مترادف ہوگا۔ ہمارا بہت بڑا دینی حلقہ اور ہر درد مند دل رکھنے والا شخص اس امر کا بھی تقاضا کر رہا ہے کہ شخص مذکور کو واضح طور پر اعلان کرنا چاہیے کہ وہ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو بالعموم مرزا قادیانی اور اسے کسی بھی طرح پیشوا ماننے والوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔ نیز آقائے نامدار ﷺ کو اللہ کا آخری اور برحق نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے جس کے متعلق پاکستانی مسلمان انتہائی حساس ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں پھر سے ۱۹۵۳ء جیسی تحریک چلانا پڑ جائے۔

المختصر ہم نے مکروہات کی ایسی ایسی فصلیں کاشت کی ہیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کہنا شروع ہو گیا ہے:

میری تقدیر میں لکھا ہے شاید
فرنگی کے غلاموں کی غلامی

☆......☆......☆

بلاتبصرہ

پاکستان، مسلم لیگ نے نہیں بنایا' تقسیم ہند انگریز کا پلان تھا: نسیم حسن شاہ

لاہور (وقائع نگار خصوصی) سابق چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس ریٹائرڈ نسیم حسن شاہ نے کہا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ نے نہیں بنایا تھا۔ تقسیم ہند انگریز کا پلان تھا' جس پر تمام پارٹیاں متفق ہوگئیں اور پاکستان بن گیا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایوان کارکنان تحریک پاکستان میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کے دوران کیا۔ ان کے اس متنازع بیان پر ان سے وضاحت طلب کرنے کے لیے انہیں اسٹیج پر دوبارہ بلایا گیا لیکن وہ بدستور اپنے بیان پر اڑے رہے بلکہ وضاحت سے انہوں نے دوبارہ اپنا بیان مزید پیچیدہ کر لیا اور اعادہ کر گئے کہ پاکستان مسلم لیگ نے نہیں بنایا جس پر ایم اے صوفی نے وضاحت کی کہ اس میں کوئی شک نہیں پاکستان مسلم لیگ نے بنایا ہے۔ (''انصاف'' لاہور۔ ۵ر جون ۲۰۰۴ء)

جاوید چودھری

مرمریں ستونوں کی بہشت

''مسلم؟'' کیشئر نے نوٹ ہاتھ میں پکڑا اور اپنی گہری نیلی آنکھیں میرے چہرے پر مرکوز کر دیں۔ میں نے صبا کی طرف دیکھا۔ اس نے کسمسا کر پہلو بدلا۔ میں نے کیشئر کی آنکھوں میں جھانک کر گردن ہاں میں ہلا دی۔ کیشئر نے پیچھے کھڑے گارڈ کو اشارہ کیا۔ اس نے ہمارا دیا نوٹ لیا اور کیبن سے باہر آ گیا' وہ ایک جسیم ہسپانوی تھا۔ اس نے نرم آواز میں سرگوشی کی'' آپ لوگ جانتے ہیں یہ چرچ ہے یہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں''ہم دونوں نے گردن ہلا کر تصدیق کر دی۔ اس نے ہمیں مشکوک نظروں سے گھورا اور اسی لہجے میں پوچھا'' آپ لوگ اندر نماز تو نہیں پڑھیں گے''ہم نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دل پر بھاری پتھر رکھ کر سر نفی میں ہلا دیا۔ وہ کیبن میں داخل ہوا اور ہمارا نوٹ واپس کیشئر کو پکڑا دیا۔

چھوٹا سا پھاٹک کھلا اور ہم مرمریں ستونوں کی بہشت میں داخل ہو گئے۔ ایک بے عمل، کمزور اور ناقص مسلمان ایک سابق مسجد کے برہنہ فرش پر کھڑا تھا۔ اندر عبدالرحمٰن اوّل کی خوشبو بکھری تھی۔ مروان کا پوتا عبدالرحمٰن عباسیوں کی تلواروں سے بچتا بچاتا افریقہ پہنچا اور اپنے ننھیال سے پناہ چاہی۔ وضع دار بربروں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ پانچ برس بعد وہ عبدالرحمٰن آدھے اندلس کا مالک تھا۔ وہ بادشاہ تو بن گیا لیکن دمشق کی یادوں نے اس کا دامن نہ چھوڑا۔ وہ ہر شام قلعے سے نکلتا اور دیر تک گرم ٹیلوں پر کھڑا رہتا۔ ایک روز وہ پلٹا تو وادی الکبیر کے ایک نیم تاریک گوشے میں اسے دمشق مل گیا۔ اس نے اس وقت وہاں ایک شاندار شہر تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ معمار کام میں جت گئے۔ وہ ہر شام نو تعمیر شہر کے نظارے کے لیے وہاں آتا۔ اس کے سامنے اینٹیں بنیادوں میں اتریں، بنیادوں پر دیواروں نے سر اٹھایا اور پھر دیواروں پر چھتیں سایہ فگن ہو گئیں۔ اس نے شہر کے باہر کھجور کا پہلا درخت لگایا اور اللہ کے حضور قرطبہ کی طویل زندگی کی دعا مانگی۔ شہر مکمل ہو گیا اب جو بھی شہر کی فصیل میں داخل ہوتا دمشق دمشق پکار اٹھتا۔ پھر ایک شام اس کا ماموں زاد یحیٰی وہاں آیا، اس نے شہر دیکھا اور خاموش رہا۔ عبدالرحمٰن کی نظروں نے یحیٰی سے پوچھا'' کیوں پھر؟'' یحیٰی نے سینے پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر کہا'' سلطانِ معظم کوئی شہر مسجد امیہ کے بغیر دمشق کیسے ہو سکتا ہے'' عبدالرحمٰن کے سینے پر گھونسا لگا۔ وہ واپس مڑا اور القصر کی نیم تاریک گزرگاہوں میں گم ہو گیا۔ اگلی صبح قرطبہ کے لیے نیا پیغام لے کر طلوع ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے وادی الکبیر کے کنارے ایک قطعہ پسند کیا۔ زمین کا یہ ٹکڑا عیسائیوں کی ملکیت تھا۔ عبدالرحمٰن نے وارثوں کو ایک لاکھ درہم پیش کر دیئے اور

پھر اسی شام دنیا کی اس حیرت انگیز مسجد کی بنیا درکھ دی گئی۔ روز جب سورج کی تمازت چٹانوں کے سینے میں اترتی' عبدالرحمٰن اپنے محل سے نکلتا اورسورج کی شعائیں کند ہونے تک مزدوروں کے ساتھ اینٹیں اورگارا ڈھوتا رہتا۔ یہ مشقت اس کے کندھوں، بازوؤں اور پشت پر ثبت ہوگئی۔ رات جب کنیزیں زخموں پر پھاہے رکھتیں تو وہ مسکرا کر پوچھتا ''زہرہ! دیکھو کہیں زخم ٹھیک تو نہیں ہوگئے۔'' کنیز کہتی ''سلطان ابھی تک خون رس رہا ہے۔'' اس کے منہ سے الحمد للہ نکلتا اور وہ سرشاری کے عالم میں پکارتا ''اے اللہ! میں اس زمین پر تمہارا گھر بنا رہا ہوں' ان زخموں کے صدقے مجھے بخش دینا۔'' اندر نیم تاریک ہال میں عبدالرحمٰن کے زخموں کی خوشبو بکھری تھی۔

مسجد قرطبہ یورپ میں مسلمانوں کے کمال وفضل کی گواہ تھی۔ سنگ مرمر کے ۱۰۹۲ ستونوں پر دو دو محرابیں تھیں اوران محرابوں کے اوپر چھت۔ چھت کو اندر سے لکڑی کا غلاف چڑھا دیا گیا تھا۔ پانچ سو برس بعد جب مسجد کی کنجیاں پادریوں کو پیش کی گئیں تو انہوں نے چھت ادھیڑ دی۔ ان کا کہنا تھا چھت کی لکڑی میں اتری آیتیں انہیں سونے نہیں دیتیں۔ یہ لکڑی بعدازاں بازاروں میں بکی اوراندلس کے موسیقاروں نے اس سے گٹار بنوائے۔ وہ صدیوں تک لوگوں کو کہتے رہے۔ آؤ تمہیں قرطبہ کے بین سنائیں اور سننے والوں کو گٹار کے چوبی شکم سے چیخوں کی آوازیں سنائی دیتیں۔ المنصور کے دور میں مسجد میں دوسواسی فانوس تھے جن میں ہرروز دس ہزار شمعیں جلائی جاتی تھیں۔ رمضان کا پہلا دن آتا تو منبر کے سامنے ایک بڑی شمع جلادی جاتی۔ یہ شمع آخری افطار کے بعد خود بخود بجھ جاتی۔ منبر کے سامنے لوہے کا جنگلہ تھا اور جنگلے پر آٹھ تالے چڑھے تھے۔ ہم دونوں جنگلے کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ سامنے دیوار سے لے کر اوپر چھت تک آیات کی روشنی بکھری تھی۔ میں نے سوچا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے چھوٹے چھوٹے موتی جوڑ کر دیوار میں قرآن جڑ دیا۔ اندر سے جواب آیا' یہ وہ لوگ تھے جن کی آنکھوں میں زم زم اور دلوں میں حجر اسود کی گرمائش تھی۔ اسی منبر کے سامنے جی ہاں اسی منبر کے سامنے ابن عمار، ابن حزم، ابن زیدون اور ابن رشد جیسے نابغہ لوگ بیٹھتے تھے۔ یہیں کہیں ان پتھروں پر ان کے سجدے تحریر ہوں گے۔ میرے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ مجھے زندگی میں پہلی بار اپنے پاؤں برے لگے۔ یہاں ادھر دائیں طرف وہ قرآن مجید رکھا جاتا تھا جس کے ورقوں پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لہو مبارک کے نشان تھے۔ میں نے اس جگہ کی شناخت کے لیے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں ٹھیک اس جگہ ایک ہسپانوی گارڈ اپنے جوتے کی ایڑیاں بجا رہا تھا۔ میرے ضبط کے سارے تار ٹوٹ گئے۔ میں نے اسے پرے دھکیلا اور اپنی پلکیں اس جگہ بچھا دیں اور پھر پتہ نہیں کہاں کہاں سے آنسو امڈ آئے اور میں پانی بن کر بہتا چلا گیا۔

(مطبوعہ: ''جنگ'' ۲۴ر جولائی ۲۰۰۴ء)

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

’’ثقافتی مسلمان‘‘

روزنامہ ’’خبریں‘‘ ملتان کی اشاعت مورخہ ۸؍جولائی ۲۰۰۴ء میں درج ذیل خبر شائع ہوئی ہے:

’’لاہور (مانیٹرنگ ڈیسک) جسٹس (ر) جاوید اقبال نے ایک نجی ٹی وی چینل کے پروگرام ’’جوابدہ‘‘ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے ’’بچپن میں الف لیلیٰ شوق سے پڑھتا تھا‘ جس کی وجہ سے ساتویں، نویں جماعت میں فیل ہوا۔ ایف اے تھرڈ ڈویژن اور ایم اے میں پھر فیل ہوگیا...... نوجوانی میں شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کرتے رہے، ان کی کئی لڑکیوں سے دوستیاں رہیں...... شریعت ایک لاش ہے جسے ہم گھسیٹتے پھر رہے ہیں...... یہ اس بنا پر کہا تھا کہ جب تک ہم اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں کرتے یہ ایک لاش کی طرح ہے۔ سیکولرازم بھی اسلام اور تاریخ کا حصہ ہے۔ قرآن میں شراب کی حرمت کا ذکر نہیں آیا۔ حد بھی وہاں واجب ہوتی ہے‘ جہاں کسی کو کوئی ہوش وحواس نہ رہے...... حضرت نبی اکرم ﷺ کے دور میں اس کی سزا ہی نہیں تھی...... ’’خمر‘‘ سے مراد Drunkness ہے Drinking نہیں ہے...... غصبِ اقتدار شریعت کے مطابق جائز ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ الیکشن سے منتخب ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو الیکٹورل کالج کے ذریعے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ریفرنڈم کے ذریعے منتخب کرایا گیا اور معاویہ غصبِ اقتدار کے ذریعے اقتدار میں آئے۔ مجھے فرزندِ اقبال ہونے پر فخر ہے۔‘‘

ڈاکٹر صاحب کے اس ہذیان کا جب چند درد دل رکھنے والے افراد نے نوٹس لیا تو ڈاکٹر جاوید اقبال کی ایک وضاحت روزنامہ ’’خبریں‘‘ ملتان کی اشاعت ۱۱؍جولائی ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔ جس میں انہوں نے تقریباً وہی ساری باتیں دہرائیں۔ صرف ان ایک دو اضافوں کے ساتھ کہ:

’’حضور نبی کریم ﷺ نے میثاق مدینہ کے عنوان سے جو آئین تیار کیا تھا اس میں مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی امتِ واحدہ قرار دیا گیا تھا...... ہمارے علماء حضرات کا علم بہت محدود ہے۔ اب اگر علامہ اقبال کہتے ہیں کہ الیکشن واحد طریقہ ہے جو اسلام کی روح سے مطابقت رکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے نزدیک الیکشن درست طریقہ باقی نادرست ہیں......‘‘

یہاں ہم ڈاکٹر جاوید اقبال کی اپنی تحریر کی ہوئی سوانح حیات ’’اپنا گریباں چاک‘‘ سے کچھ منتخبات نقل کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے پیش لفظ میں رقم طراز ہیں:

’’بہر حال میں نے کئی حیلوں سے ایک بہت بڑے درخت کے سائے سے نکل کر اپنا مقام پیدا کرنے کی کوشش کی۔ تگ ودو کے اس عالم میں کیا میں اس سائے سے نکل کر اپنا سایہ بنا سکا؟ میں کس حد تک کامیاب ہوا اور کس حد تک

ناکام؟ فقط یہی میری داستانِ حیات ہے۔''

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''بنیادی طور پر میں مذہبی سے زیادہ ثقافتی مسلمان ہوں...... میرے والد شاذونادر ہی روزہ رکھتے تھے...... والد کو کبھی کبھار فجر کی نماز پڑھتے ضرور دیکھا ہے...... مجھے نہانے سے سخت نفرت تھی...... والد مجھے پیار سے ''ببّا'' کہہ کر بلایا کرتے...... جب وہ گہری نیند سو جاتے تو خراٹے لیا کرتے اور نہایت بھیانک قسم کی آوازیں نکلتیں...... دیواریں گرد وغبار سے اَٹی ہوتیں...... بستر' ان کی اپنی دھوتی اور بنیان کی طرح میلا ہو جاتا مگر انہیں بدلوانے کا خیال نہ آتا...... وہ فطرتاً سست تھے...... منہ دھونے اور نہانے سے گھبراتے تھے...... سکول میں منیرہ کے بالوں میں جوئیں پڑ گئیں ...... میں نے صحیح اور غلط میں غلط اور نیکی و بدی میں بدی کا راستہ منتخب کرنا بہتر سمجھا...... اگر سینما دیکھنا منع تھا تو ہر روز دو دو بلکہ تین تین شو دیکھتا...... روزمرہ کے باورچی خانہ کا حساب لکھتے وقت' پیسوں میں گھپلا کرتا...... لندن میں ایک بین الاقوامی بال روم ڈانس مقابلہ میں' میں نے ٹینگو میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے ایوارڈ لیا...... مال روڈ کے اکثر ریستورانوں میں جیمز سکول کی اینگلو انڈین لڑکیوں کے ساتھ رقص و سرود کی محفلیں جمتیں...... میرے والد کے زمانہ کے دہلوی حجام رشید مرحوم ہمارے یہاں میری شیو بنانے یا بال کاٹنے کے لیے روزانہ آتے تھے۔ بسا اوقات دن چڑھے' میں ابھی بستر پر سو رہا ہوتا تو وہ سوتے ہی میں میری شیو بنا جایا کرتے...... کچھ مدت تک ہم جنس لڑکوں اور لڑکیوں سے میری دوستی رہی مگر چونکہ مجھے لواطت سے کوئی دلچسپی نہ تھی' اس لیے میں نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی...... میں ہر سال ''مے بال'' میں اپنے کالج کے دوستوں کے ہمراہ رقص کرتے ہوئے ساری رات گزارتا...... میرا موقف یہ تھا کہ اسلام میں لبرل ازم کی تحریک پاکستان کی نظریاتی اساس فراہم کرتی ہے...... سیر کے دوران ''عینی'' کسی مندر میں پجاریوں کے ساتھ ایک ٹورسٹ کی مانند شیولنگ کی پوجا میں شریک ہو گئیں۔ اس پر میں نے ان پر پھبتی کسی اور وہ ناراض ہو گئیں...... میری ان کے ساتھ معصومانہ بے تکلفی تھی (''معصومانہ بے تکلفی'' کے صدقے جایئے)...... میں یورپی خواتین سے ملنے جلنے میں کوئی دقت محسوس نہ کرتا لیکن مجھے پاکستانی لڑکیوں سے گفتگو کرنے کا ڈھنگ نہ آتا تھا۔ ایک تو ان کی غیر ضروری شرم وحیاء بات چیت میں حائل ہوتی تھی اور دوسرا یہ کہ اگر وہ باپردہ نہ بھی ہوں تو مخلوط محفلوں میں مردوں سے عادتاً الگ بیٹھتی تھیں...... ایران میں رات کا کھانا کسی بینکر نے ایک مشہور کیسینو (جوئے خانہ) میں دے رکھا تھا' جہاں ہم رات گئے تک مادام گوگوش کے نغمے سنتے رہے...... میں لیکچر ختم کر کے باہر نکلا تو استنبول کے اخبار ''جمہوریت'' کے نمائندے نے سوال کیا کہ آپ کی رائے میں اسلام میں عورت کے لیے پردہ کرنا لازم ہے؟ میں نے جواب دیا کہ قرآن میں زینتوں کو چھپانے کا حکم ہے جس سے مراد باحیا لباس زیبِ تن کیا جائے' سکارف وغیرہ پہننے کا کہیں ذکر نہیں ہے...... میں مغربی رقص کا دلدادہ تھا...... سچی بات میں نے اپنی زندگی میں ''ناصرہ'' جیسی کوئی شخصیت نہیں دیکھی...... علامہ اقبال کے اُن پرستاروں پر (مجھے) غصہ ضرور آتا ہے جو اُن کے افکار کی نفی کرتے ہوئے' مجھے صرف ''فرزندِ اقبال'' کی حیثیت سے جاننا چاہتے ہیں اور اس فریم سے میرا باہر نکلنا انہیں ناگوار گزرتا ہے...... اب رہ گئی بات علامہ اقبال سے آگے نکل جانے کی

'یہ تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہونی چاہیے...... میرے پرانے دوست سب کے سب فوت ہو چکے ہیں...... ایک تو شیخ بشیر احمد تھے دوسرے میرے بہنوئی میاں صلاح الدین اور تیسرے میرے سالے خالد وحید (لفظ ''سالہ'' محل نظر ہے)...... میں لندن میں اپنے ساتھ سونے چاندی کے ورق لے گیا تھا جو کھانے میں استعمال کرتا...... ویسے میں تو ۱۹۶۴ء میں شادی کے بعد بیوی کی دیکھا دیکھی باقاعدگی سے روزے رکھتا ہوں......۲۰۰۰ء کی ابتداء سے چار نمازوں کے فرائض پڑھ لیتا تھا۔ فجر کی نماز کے لیے آنکھ نہ کھلتی تھی لیکن اسی سال کے رمضان میں فجر کی نماز پڑھنا شروع کی...... گھر میں ہمیں پالنے والیں آنٹی ڈورس (جاپانی خاتون) اور اماں وڈی تھیں...... یورپ میں میرے استاد پروفیسر اے جے آر بری اور ایک یہودی پروفیسر روبن لیوی تھے......

قارئین کرام! ڈاکٹر صاحب کے اخباری بیان اور ان کی اپنی کتاب سے دیئے گئے مندرجہ بالا دلچسپ اقتباسات کا خود ہی موازنہ کیجیے۔ بڑی واضح بات ہے کہ اگر ایک حلوائی کی دکان سے کپڑا نہیں مل سکتا۔ ایک بزاز کی دکان سے دہی اور دودھ مہیا نہیں ہوسکتا۔ ایک انجینئر کسی مریض کو دوا لکھ کر دینے کا مجاز نہیں اور ایک ڈاکٹر کا' کسی عمارت کا بنایا ہوا نقشہ پاس نہیں ہوسکتا تو یقین فرمایئے کہ جو دل زادِ تقویٰ سے محروم اور ہوائے نفسانی و آلائش دنیا پرستی میں گرفتار ہے' وہ ایک لمحے کے لیے قرآن کے حقائق و معارف کا تجلی گاہ نہیں بن سکتا۔

ذرا غور کیجیے کہ ایک جاپانی خاتون (آنٹی ڈورس) کی سرپرستی میں پلنے والا بچہ جو تعلیم کے دوران کئی دفعہ ناکام ہوا جس کے استاد عیسائی (پروفیسر اے جے آربری) اور یہودی (پروفیسر روبن لیوی) رہے ہوں جو اپنی دوست لڑکیوں سے معصومانہ بے تکلفی کا خوگر ہو، شراب پی کر رقص و سرود میں راتیں گزارنے والا، اپنے عظیم باپ کے خلاف اپنی کتاب کی فکر ژولیدہ سے ترقی پسندوں کے لیے سامانِ حظ مہیا کرنے والا، باپ کی خامیاں گنوانے اور اپنی خوبیاں تحریر کر کے اپنا قد بڑھانے کی جھوٹی کوشش کرنے والا، لندن کے ٹینگو ڈانس میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے والا، ایران کی مادام گوگوش کے نغموں میں کھو جانے والا اور سوتے میں شیو بنوانے والا ایک ثقافتی مسلمان' قرآن و حدیث کی نصِ قطعی کے بارے میں کیسے رائے زنی کرسکتا ہے؟

دراصل ڈاکٹر جاوید اقبال اور ان جیسے کئی انٹرنیشنل جغادری جن کی راتیں جاگتی اور دن سوتے ہیں' اپنی باطنی خباثت کے جواز کے لیے' اللہ رسول کے بجائے' مولوی اور ملاّ کے نام طعن توڑ کر' اپنی غلیظ خواہشات کے کمزور ترین جنسی الاؤ کی تسکین کا سامان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ لوگ مذہب سے بیزاری کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں، دینی معلومات میں خود کوڑھی ہیں مگر بیان دیتے ہیں کہ علماء کا علم محدود ہے۔

آغا شورش مرحوم نے ایسے لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

حیف! بد انجام پٹواری محدث بن گیا　وائے فتنہ گر کا اندازِ بیاں گستاخ ہے
میں نہیں کہتا فلاں ابن فلاں گستاخ ہے　اس قبیلے کا ہر اک پیر و جواں گستاخ ہے

شورش کاشمیریؒ

بیاد: امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جن کی زباں کے پھول تھے دُر ہائے تابدار

تو نظیریؔ ز فلک آمدہ بودی چوں مسیح
باز پس رفتی و کس قدر تو نشاخت دریغ

جی چاہتا ہے آج جی بھر کر رولیں۔ بالآخر وہ بھی رخصت ہوگیا۔ جو اس زمانے میں اللہ کی آیات میں سے ایک ایک آیت تھا۔ جس نے مرتے دم تک فقر و استغناء کے پرچم کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جس کی زندگی بہت سی زندگیوں کا مجموعہ تھی۔ جس کا وجود ایک تاریخ تھا، جو ایک عہد تھا، ایک ادارہ تھا، ایک انجمن تھا، ایک تحریک تھا۔ غرض ایک ایسا محور تھا' جس کے گرد افراد ہی نہیں' محاسن بھی گھومتے تھے۔ وہ اس پائے کا خطیب تھا کہ اس کی آتش بیانی کا لوہا اس کے حریف بھی مانتے تھے۔ اردو زبان نے اس مرتبے کا خطیب نہ کبھی پیدا کیا اور نہ آئندہ کبھی پیدا ہوسکے گا۔

وہ ایک عظیم مجاہد تھے۔ انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق سے کبھی گریز نہیں کیا۔ بہتر برس کی عمر مستعار میں انہوں نے ۱۲ سال قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے میں بسر کیے۔ ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں شاید ان کے ارادوں کی بابت شک رہا ہو مگر انہیں اپنے فیصلوں کے بارے میں کبھی شبہ نہیں ہوا۔ وہ اس مدرسۂ فکر کے علمبردار تھے' جس کی بنیادیں محمد قاسم نانوتویؒ اور محمود حسنؒ کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھیں۔ تمام زندگی' ایک ہی مشن رہا کہ برصغیر سے انگریز کی حکومت کیونکر نکالی جاسکتی ہے۔ وہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ میرے سامنے دو چیزیں ہیں...... اوّلاً انگریزی حکومت یہاں سے ختم کی جائے۔ ثانیاً وہ ختم نہیں ہوتی تو میں اس کے خلاف تبلیغ کرتے کرتے تختہ دار پر لٹک جاؤں۔

پھر ان کا دل عشقِ رسول ﷺ کی جلوہ گاہ تھا۔ حضور ﷺ کے عشق میں وہ اس قدر سرشار تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسی رنگ میں رنگ لیا تھا۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی یہ عشق تھا...... اس عشق ہی نے انہیں ختم نبوت کے عقیدہ کی پشتیبانی کا مجاہد بنا دیا پھر جس عشق و ایثار کے ساتھ انہوں نے اس راستہ کا سفر کیا' اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ بہت سی غلطیوں کو معاف کرتے رہے اور کئی لوگوں کو ان کی واضح حرکاتِ سفیہہ کے باوجود معاف کردیا۔ مگر دو چیزوں سے وہ کبھی سمجھوتے پر آمادہ نہ ہوئے اور نہ انہوں نے ان کے معاملہ میں درگزر پسند کیا...... اوّل انگریز کی غلامی اور اس کے گماشتوں کا دوستانہ، دوم ختم نبوت کے قزاقوں کا تعاقب۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ''میں توشۂ آخرت کے طور پر یہی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں'' اور سچ تو یہ ہے کہ اپنے ساتھ وہ یہی لے گئے ہیں۔

وہ اپنے عہد کے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے۔ فقر و فاقہ ان کا شعار تھا۔ انہوں نے کبھی کسی تحریک و تنظیم اور قائد و جماعت کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔ وہ خطابت و ضمیر کی سودا بازی کے بازار ہی سے نا آشنا تھے۔ ان پر زمانے نے بہت سا گرد غبار پھینکا اور خود فروشوں نے الزامات کے چولہے سے چنگاریاں لے کر بار ہا ان کی دستارِ فضیلت پر پھینکیں مگر وہ تہمتوں کے بازار میں سے کنکریاں کھاتے ہوئے نکل گئے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہو گئے۔ ان شاء اللہ قیامت کے روز بھی سرخرو ہی اٹھیں گے۔

تذکروں میں ہے کہ جب امام ابن تیمیہؒ کا جنازہ اٹھا تھا تو پورا شہر اشکبار ہو کر نکل آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی مظلومیت نے لوگوں کے دلوں کا احاطہ کر لیا ہے اور بے چین عوام وقت کی اس عظیم الشان دولت کو آخری خراج ادا کرنے کے لیے جمع ہو گئے ہیں۔

شاہ جی کا جنازہ بھی اسی دھوم دھام سے اٹھا۔ ایک انسان جو عمر بھر مہاجر رہا اور جب امرتسر سے مہاجرت کر کے ملتان میں پناہ گزیں ہوا تو ایک کچا مکان کرائے پر لے کر اس میں رہا۔ بارہ برس اس میں رہا۔ آخر وہیں اس کی روح نے قفسِ عنصری سے پرواز کیا۔ وہیں سے اس کا جنازہ اٹھا۔ لیکن فقیر کا جنازہ شاہوں کے جنازے کو مات دے گیا۔ ایک ایسا شخص جو بالطبع فقیر تھا۔ جس کے دامن میں اللہ کا خوف اور رسول ﷺ کے عشق کے سوا کچھ نہ تھا۔ جو کبھی قصرِ اقتدار میں نہیں رہا، جس کو ہمیشہ زنجیروں نے سلام کیا، جس کا سیم وزر کے بت خانوں میں ذکر تک مفقود تھا، جس نے ایک لحظہ کے لیے بھی اخباروں اور کتابوں کے صفحوں میں اپنا نام ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی، جو آخر وقت تک چٹائی پر بیٹھتا، لیٹتا اور سوتا رہا جو اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا عکس تھا۔ اور جب اس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تو ایک اور ڈیڑھ لاکھ کے درمیان لوگ اشکبار چہروں کے ساتھ اس کی میت کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں ایک تہائی لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ کیا اس فقیر نے یہ آنسو خریدے تھے؟ وہ تو شاید دوسرے وقت کی روٹی خریدنے پر بھی قادر نہ تھا۔

یہ سب کچھ اس کی بے غرضی اور بے نفسی کا صلہ تھا۔ وہ اگر لاہور، لائل پور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ میں رحلت فرماتے تو ہجوم کئی لاکھ تک پہنچ جاتا۔ لیکن دور افتادہ اور پسماندہ ملتان میں بھی ان کا ماتم اس شدت سے کیا گیا کہ ملتان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ ہم نے اپنے وطن عزیز میں بہت سے جنازے دیکھے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء آغوشِ لحد میں اتارے گئے لیکن شاہ جی کی میت کے گرد عشاق کا ہجوم تھا اور لوگوں نے جس بے اختیاری کے ساتھ ان کا ماتم کیا...... فقرا و علماء کی پوری صف اس سے خالی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شاہ جی دماغوں اور دلوں کے حکمران تھے۔ اپنی بے سروسامانی کے باوصف انہیں اس اقلیم میں جو وقار اور اقتدار حاصل تھا، اس کا اقرار و اعتراف ہر جگہ موجود ہے۔ پاکستان میں وہ ایک ہی شخص تھے جو سیاسی اقتدار، جماعتی رفاقت اور تنظیمی خطوط کے بغیر اپنی ذات میں ایسا جادو رکھتے تھے کہ لوگ سر دینے کے لیے تیار ہو جاتے۔ ان کے فدائیوں کا

قبیلہ ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہے۔ ان کے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے' وہ کبھی پر نہ ہو گا۔ خطابت بیوہ ہو گئی۔ لوگ کبھی اس طرف سے گزریں گے تو دلوں سے ہوک اٹھا کرے گی کہ یہاں کبھی وہ مردِ مجاہد صرصر بہ آغوش راتوں میں اپنا چراغ جلایا کرتا تھا۔ جس کی نوا پیرائیوں پر قیاس ہوتا تھا کہ قرنِ اوّل کا کوئی غزوہ نقاب الٹ کر سامنے آ گیا ہے۔ یا پھر لوگ غارِ حرا کے اردگرد کھڑے ہیں۔ قرآن اتر رہا ہے اور قند و نبات کی طرح گھلتا ہوا کانوں کے راستے سے دلوں کی انگوٹھی میں نگینہ کی طرح بیٹھتا چلا جا رہا ہے لیکن:

اب وہ رعنائی خیال کہاں

شاہ جی نے لیلائے آزادی کی مانگ میں سیندور بھرنے کے لیے اپنا خونِ جگر فراہم کرنے کے لیے ہر مقام پر جس جرأت و ایثار کا ثبوت دیا ہے۔ وقت کی رفتار صدیوں تک اس کا جواب پیدا نہ کر سکے گی۔ وہ خطابت کے میدان کے ایک بے مثال شہسوار تھے۔ اس برصغیر کے بہت سے آتش بیانوں نے شاہ جی سے ہی گفتگو کا سلیقہ سیکھا تھا۔ وہ جب کسی محفل یا کسی اجتماع میں لب کشا ہوتے تو بادِ صبا رک رک کر اور آسمان کے ستارے جھک جھک کر ان کی جادو بیانی کا اثر دیکھا کرتے تھے۔ حسین و جمیل تشبیہیں ان کی کنیزیں تھیں اور دلآویز استعارے ان کے خانہ زاد تھے۔ ان کی موت سے عروسِ خطابت کے ماتھے کا جھومر گر گیا ہے:

خطیبِ اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
سرِ چمن چہچہا رہا ہے ، سر وغا مسکرا رہا ہے
میں اس کے چہرے کی مسکراہٹ سے ایسا محسوس کر رہا ہوں
کہ جیسے کوثر پہ شام ہوتے کوئی دیا جھلملا رہا ہے

(شاہ جی کے انتقال ۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء کو ہفت روزہ ''چٹان'' کا تعزیتی اداریہ)

مولانا محمد اورنگ زیب اعوان

بہاریں لٹ گئیں ساری

سفیر اسلام، عالمی مبلغ ختم نبوت، پیکر اخلاص ووفا، سراپائے محبت ومروت، یادگارِ اسلاف، جرأت و بہادری کا نشان، عظیم مناظر و مدبر، فاتح قادیانیت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے سانحہ ارتحال کی خبر فیصل آباد سے محترم صاحبزادہ طارق محمود نے دی۔ بے ساختہ زبان سے نکلا: ''ہائے او موت تجھے موت ہی آئی ہوتی۔''اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو برسنے لگے کہ آج قادیانیت کے لیے شمشیر صدیقیؓ اور درّہِ فاروقیؓ بھی چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا چنیوٹی کی زندگی جرأت و بہادری، دلیری و استقامت سے عبارت تھی۔ وہ جہدِ مسلسل کے خوگر تھے۔ دنیا کا کون سا ملک، پاکستان کا کون سا شہر، آزاد کشمیر کا کون سا گاؤں، گلی اور محلّہ ہے جہاں یہ پاسبانِ ختم نبوت نہیں پہنچا اور ختم نبوت کا پھریرا نہیں لہرایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سے لے کر آنجہانی مرزا طاہر احمد تک کسی قادیانی گرو گھنٹال کو اس درویش خدامست کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ جانباز سپاہی جہاں بھی جاتا' قادیانی اس کا سامنا کرنے سے کتراتے۔ میدانِ مناظرہ ومباہلہ سے ایسے غائب ہوتے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

قدرت حق نے اس مناظر ختم نبوت کو ایک عجیب وجاہت اور رعب و دبدبہ سے نوازا تھا کہ دشمن ان کا نام سن کر بھاگتے تھے جبکہ دوست اور محبین دیوانہ وار ان پر نثار ہونا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے: ''وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''

تین مرتبہ صوبائی اسمبلی کے ممبر اور بلدیہ چنیوٹ کے چیئرمین منتخب ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کا پیکر ہی رہے۔ حلقہ یاراں میں ابریشم کی طرح نرم اور دشمنوں کے لیے فولاد ہے مومن کی عملی مثال تھے۔

میرا ان سے عقیدت کا تعلق گزشتہ ۱۸ برس سے تھا اور میں دعویٰ کرسکتا ہوں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک پل اور لحظہ تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے لیے وقف تھا۔ اس مقدس مشن کی تکمیل میں نہ انہوں نے حکومتی پابندیوں کو آڑے آنے دیا نہ ہی قاتلانہ حملے ان کے راستے کی رکاوٹ بن سکے، نہ پس دیوارِ زنداں جانے سے ان کے عزائم میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی ضعف وعلالت انہیں اس مشن سے روک سکے۔

چند برس پہلے کے شدید ٹریفک حادثے نے گو ان کی سماعت تو چھین لی تھی مگر آلہ سماعت لگا کر اور موذی مرض شوگر کے پے درپے حملوں کا مردانہ وار جرأت مندانہ مقابلہ کرکے یہ مردِ میداں آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور کامیابیاں و کامرانیاں اس کے قدم چومتی رہیں۔ راقم جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کا مبلغ تھا تو جب بھی مولانا چنیوٹی

کا اسلام آباد آنا ہوتا' مجھے شرف ملاقات بخشنے ضرور تشریف لاتے۔ کئی دفعہ علامہ خالد محمود بھی ان کے ہمراہ ہوئے۔

پھر جب میرا صحافتی سفر شروع ہوا تو کئی دفعہ روزنامہ ''اوصاف'' اور روزنامہ ''اساس'' کے دفاتر میں بھی تشریف لائے۔ دونوں اخبارات کے لیے میں نے ان کے کئی انٹرویوز بھی کیے۔ جن کی اشاعت پر مولانا چنیوٹی نے مجھے خط لکھے اور فون پر بھی میری حوصلہ افزائی کی۔ ایک دفعہ تو شفقتوں کی انتہا کر دی کہ مجھے سالانہ ''فتح مباہلہ کانفرنس'' میں خطاب کی دعوت دینے اسلام آباد تشریف لائے۔ صاحبزادہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ بالاصرار فرمایا کہ تم نے کانفرنس میں ضرور شرکت کرنی ہے۔ میں جب چنیوٹ پہنچا تو مجھے بڑی محبتوں سے نوازا۔ موجودہ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق، مولانا اعظم طارق شہیدؒ، صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا زاہد الراشدی کی موجودگی میں میری تقریر کرائی۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف سے متعلق ایک انکشاف پر راجہ محمد ظفر الحق سے ملنے اسلام آباد آئے۔ ان سے تصدیق کرنے کے بعد مجھے ملے۔ بہت زیادہ دعاؤں سے نوازا اور بطور انعام ایک ہزار روپے بھی دیئے جو کہ ان کی یادگار کے طور پر میں نے ابھی تک سنبھال کے رکھے ہوئے ہیں۔

پشاور میں جب میں نے ایک ماہنامہ رسالہ کی ادارت سنبھالی تو اس کے چیف ایڈیٹر کے نام میرے متعلق لکھا:

''آپ کو تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کا ایک فاضل نوجوان مل گیا ہے جو اس سلسلہ میں خاصا تجربہ بھی رکھتا ہے اور اس کی ذاتی دلچسپی بھی اس موضوع کے ساتھ ہے۔ عزیز محترم مولانا محمد اورنگ زیب اعوان کا مضمون ''زنگ آلود قلم اور سیرت خاتم الانبیاء ﷺ'' پڑھ کر ایمان تازہ ہوا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔'' (یہ خط بھی میں نے اپنے پاس سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔)

مولانا مرحوم ایک بڑے انسان تھے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت کا معاملہ کرنے والے، ان کی حوصلہ افزائی کرنے والے اور انہیں بڑا بنانے والے تھے۔ اب تو ان بڑوں کی فصل کٹ رہی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مفتی نظام الدین شامزئیؒ داغ مفارت دے گئے۔ ان کی جدائی کا غم ابھی بھولا نہیں تھا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور اپنا یہ حال ہے کہ:

نہ ساقی ہے نہ مے خانہ
نہ محفل ہے نہ پیمانہ
بہاریں لٹ گئیں ساری
فقط باقی ہے افسانہ

اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مولانا مرحوم کی حسنات و خدمات کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ناموس رسالت کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ ماضی کے جھروکے سے

اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے آج سے ترپن (۵۳) سال قبل ۷ارمئی ۱۹۵۱ء کو پاکستان کی معروف دینی درس گاہ ''دارالعلوم حقانیہ'' اکوڑہ خٹک کے سالانہ جلسے میں خطاب فرمایا تھا۔ بانی جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ شاہ جی کو جامعہ کے جلسے میں مدعو کیا کرتے تھے۔ اس خطاب کی روداد پشاور کے ایک ہفت روزہ ''البلاغ'' کے ۸رجون ۱۹۵۱ء کے خصوصی شمارے میں شائع ہوئی' جسے مدیر ''البلاغ'' مولانا سعید الدین شیر کوٹی مدظلہ نے مرتب کیا تھا۔ شاہ جی کا یہ خطاب بعد میں ''البلاغ'' کے شکریہ کے ساتھ ماہنامہ ''الحق'' نے مارچ ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع کیا۔ قندِ مکرّر کے طور پر یہ روداد قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سالانہ اجتماع کی دوسری نشست میں رات ساڑھے گیارہ بجے مولانا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر شروع ہوئی۔ حاضرین اس قدر تھے کہ پنڈال کی قناتیں کھول دی گئی تھیں اور دور تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس وقت کی حاضری کم از کم پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

شاہ صاحب نے اپنی تقریر اس وقت شروع کی' جب اتفاقی طور پر لاؤڈ سپیکر فیل ہو گیا تھا☆۔ جو بعد میں ٹھیک ہو گیا۔ شاہ صاحب نے حمد وثناء کے بعد تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا:

بزرگوں نے میرا امتحان لینا چاہا ہے کہ میں لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی بول سکتا ہوں۔ اگرچہ اب بخاری وہ بخاری نہیں رہا جو اس مجمعوں سے زیادہ مجموں کو بھی بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کرتا رہا ہے۔ تاہم میں کوشش کروں گا' اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے اور آپ بھی دل میں اس کی دعا کرتے رہیں۔

اس کے بعد آپ نے باقاعدہ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔ اپنی سمجھ میں اتنی بات آ چکی ہے کہ مذہب میں 'اپنے مذہب میں! مجھے دوسرے مذہب سے تعلق نہیں' نہ میں اس کی کتابیں پڑھتا ہوں' نہ ہی اس کا مطالعہ کرتا ہوں بلکہ اتنا

☆ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر کے دوران بجلی کٹ گئی

ہی جانتا ہوں کہ مذہب اپنا ہے' اسے ہی سمجھو سمجھاؤ۔ ہاں تو اپنی سمجھ میں اتنی بات آ چکی ہے کہ اپنے مذہب میں تین ہی چیزیں ہیں۔ ایک عقیدہ، پھر عبادت اور معاملات۔ بس یہ تین چیزیں ہیں۔ میں اس وقت نہ عبادات کے متعلق کچھ کہوں گا نہ معاملے کے متعلق کیونکہ یہ بات اپنی سمجھ میں آ گئی ہے کہ بغیر عقیدے کے کوئی عمل ہوتا نہیں اور عقیدہ اس کے معنی ہیں اردو میں دل کی بات اور دل کی بات جب دل میں پکی ہو جائے تب ہی حقیقتاً کوئی عمل، عمل بن سکتا ہے۔

شاہ صاحب نے کہا کہ علامہ انور شاہ صاحب کی بات یاد آ گئی کہ کوڑھی کو جتنی اچھی غذا آپ کھلائیں گے' اس کا مرض بڑھے گا اور اطباء اس پر متفق ہیں کہ اس کا بدن گلتا ہی جائے گا، سڑتا ہی جائے گا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جس کا عقیدہ بگڑ گیا' اس کی روح کو کوڑھ ہو گیا' جتنی عبادت کرے گا اتنا ہی عذاب پائے گا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا میں اس کی مثال دیتا ہوں۔ بتایئے! اس شامیانے کی جو اس وقت آپ کے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ تو یہ اسی طرح سایہ فگن رہے گا کہ زمین پر آ رہے گا۔

سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب نے کہا' وہ سامنے بلند و بالا عمارت ہے' اس کی بنیاد کھوکھلی ہو تو ہر وقت گرنے کا کھٹکا۔ لیکن اگر عمارت معمولی ہے مگر بنیاد مضبوط ہے تو چین سے بسر ہو جائے گی۔ بس عقیدہ درست ہو' کثرت عبادات بھی نہ ہو۔ صرف نمازیں ہی پڑھ لے۔ ان شاء اللہ انجام بخیر ہو گا اور نوافل بھی ہوں، تہجد بھی ہو، اشراق بھی ہو، اوّابین بھی ہو، ریاضت سب ہو! عقیدہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں...... آریہ بھی عبادت کرتے ہیں، ہندو بھی ریاضت کرتا ہے لیکن انہیں جہنمی اور کافر ہی کہا جاتا ہے۔ ہاں ہاں یہودی بھی تسبیح بہت کرتے ہیں لیکن عقیدہ ہے' عزیر ابن اللہ کا جو لے ڈوبا' بالکل لے ڈوبا۔

اب شاہ صاحب کا انداز بیان گرجدار تھا۔ آپ نے کہا لعنت ہو فرنگی پر! اس نے دو سو سال کی منحوس حکومت میں چوٹ لگائی ہمارے بنیادی عقیدے پر' جو جان ہے سب اسلام کی...... توحید کی جڑ ہے اور وہ عقیدہ ہے ختم نبوت کا' اسلام کا صحیح تصور نبی کے سوا کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اللہ کو تو سب ہی مانتے ہیں اور مانتے تھے۔ سب ہی پکارتے ہیں۔ اس کا انکار تو کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کرے گا جو اپنے وجود کا تو قائل ہو اور اللہ کے وجود کا انکار کر دے۔ اللہ کو ہر ایک مانتا ہے' چاہے وہ اپنا ہی بنا ہوا ہو۔ جیسے صبح کو گھڑا اور شام کو اس کا خدا ہو گیا...... منکرِ خدا تو یہ بھی نہ تھے۔ سب خدا کے وجود کے قائل تھے۔ میں کہہ رہا تھا کہ منکر خدا تو ہوئے نہیں البتہ خدا کا صحیح تصور ملتا نہیں...... اگر ملتا ہے تو نبی سے جسے خود خدا نے بنایا' وہ خدا تو مر گیا ،ٹوٹ گیا، پھوٹ گیا۔ ایک ضرب زیادہ پڑنے سے نکٹا ہو گیا۔ لنجا ہو گیا لیکن نبی جو خدا دیتا ہے جس خدا کا تصور نبی سے ملتا ہے' وہ مرتا نہیں، ٹوٹتا نہیں، بے عیب ہوتا ہے۔

شاہ صاحب نے اپنے بیان کا مرکز متعین کرتے ہوئے کہا کہ شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہُ العزیز نے چالیس سال میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں اللہ الصمد کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''اللہ نرادھار ہے'' کیا ہے۔ نرادھار

،نرادھار! (یعنی) جس بن کسی کا کام نہ چلے اور جس کا کام کسی بن نہ اڑے۔اللہ کا یہ تصور نبوت ہی پیش کر سکتی ہے اور کوئی نہیں اور اس کی جڑ فرنگی نے کاٹی......!

شاہ صاحب نے گرجدار آواز میں کہا' کیسے پنجاب سے ایک نبی اٹھا؟ اٹھا نہیں! اٹھایا گیا۔ذرا نرم آواز میں شاہ صاحب نے کہا میں نے تو یہ اندازہ لگایا ہے کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' وہ پاگل ہے یا پاجی اور ایسے پاجیوں کا سلسلہ مسیلمہ کذاب سے پنجابی نبی تک آیا ہے۔نبوت ایک مرکز ہے جسے قومیں فنا کرنے اٹھیں لیکن اس کا علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔

آگے چل کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا' تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مدعیٔ نبوت کے نقائص کی بنا پر اس کے دعوے کی تردید کی جائے کہ وہ شراب پیتا تھا' لہٰذا نبی نہیں۔اس کی مخبوط الحواسی کی بہت سی دلیلیں ہیں۔لہٰذا نبی نہیں وغیرہ وغیرہ۔لیکن ایک رخ اور بھی ہے' وہ یہ کہ پیغمبر ﷺ سے اعلان کرایا گیا۔**قل یا ایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً** فرما دیجیے' اے پیغمبر! اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، نبی ہوں، پیغامبر ہوں، ظلّی و بروزی کا جھگڑا ہی نہیں! تم سب کی طرف، ساری خدائی کی طرف، خدا کی ساری بادشاہی کے لیے ایک رسول، آخری رسول! خطاب کیا گیا ہے ''اے لوگو! یا ایہاالناس''، تو جس نے اس نبوت سے کنی کاٹی وہ لوگوں میں کہاں رہا؟ اس کا شمار انسانوں میں کب ہوگا۔یہ ہے تصور کا دوسرا رخ جس سے جھوٹی نبوت کا جھوٹ کھلتا ہے اور جھوٹے نبیوں کے چہرے کی بدرونقی اس آئینہ میں نظر آتی ہے......

اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا الحاصل بیان کرتے ہوئے کہا' آج ضرورت ہے۔اس عقیدہ کو محکم رکھنے کی جو ایمان کی بنیاد ہے اور جہاں سے اسلام کا صحیح تصور ہمیں مل سکتا ہے۔یعنی نبوت اور ختم نبوت کیونکہ عقیدہ کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوسکتا۔اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا **اوصیکم بتقوی اللہ** میں تمہیں خدا سے ڈرتے رہنے کو کہتا ہوں۔یاد رکھو سرحد میں انتخابات ہونے والے ہیں۔میں کہوں گا کہ لیگ کی پوری طرح حمایت کرو، اس کے ہر امیدوار کو کامیاب بناؤ مگر جھوٹے نبیوں کے پیروکاروں کو پوری طرح شکست دو۔لیگ کے ہر امیدوار کو خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا ہو' تم ووٹ دے دو۔مگر پنجابی نبی کے چیلوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ دو۔ان کی ضمانتیں ضبط کراؤ اور انہیں شکستِ فاش دو۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 462501-0641

مولانا محمد مغیرہ

قادیانی سوال اور اُن کے جواب

نومبر۱۹۹۳ء میں مجلس احرار اسلام کے مرکز مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر (سابق ربوہ) میں بطور مبلغ میری تقرری ہوئی کچھ دن خاموشی سے گزرے، جوں جوں لوگوں سے ملاقات و واقفیت بڑھی اور علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر ہمیں چناب نگر کے مضافات میں آنا جانا پڑا تو ردِ مرزائیت پر گفتگو (تقاریر) کا سلسلہ بھی چل نکلا۔

ردِ قادیانیت پر لکھی جانے والی کتب تو زیرِ مطالعہ رہتی تھیں لیکن دل میں خواہش ہوتی تھی کہ کوئی قادیانی مربیّ ملے تو اس سے باہمی گفتگو کی جائے۔ بالآخر کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ چل نکلا۔ کئی قادیانی مربیوں سے ملاقات اور کئی ایک موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ مگر اب تقریباً دو اڑھائی سال کا عرصہ ہو چکا ہے نہ معلوم کیوں کسی مربی سے جوڑ نہیں پڑا، طبیعت مچلتی رہتی ہے مگر واقف مربی بھی اب صرف ظاہری علیک سلیک کر کے چلتا بنتے ہیں، البتہ کبھی کبھی بعض افراد کی طرف سے سوالات تقریباً ملتے رہتے ہیں اور ان کو جوابات بھی ویسے ہی بھجوا دیے جاتے ہیں۔ میرے پاس آئے ہوئے مرزا قادیانی کے مہدی، مسیح، نبی نہ ہونے پر چند سوالات کے دیئے گئے جوابات محفوظ ہیں جو فائدہ عام کے لیے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ اس محفل کا پہلا سوال و جواب پیش خدمت ہے:

سوال: کیا مرزا غلام احمد کادیانی قرآن وحدیث کے مطابق مہدی موعود نہیں ہے حالانکہ ان کی تائید میں نشانات کسوف وخسوف ہوئے، جس کی تصدیق کے لئے آسمان سے نشان دکھلائے گئے آپ اس کو نہیں مانتے۔ مرزا غلام احمد کادیانی کو مہدی نہ ماننے کی وجہ آخر کیا ہے؟ کیا وہ احادیث جو تم پیش کرتے ہو وہ مرزا غلام احمد کادیانی کے سامنے نہ تھیں؟ یقیناً ہوں گی کیا تم مرزا جی سے زیادہ پڑھے لکھے ہو کہ وہ حدیثوں کو نہ سمجھ سکے اور تم زیادہ سمجھ دار ہو؟ کیا تم یہ ثابت کر سکتے ہو کہ مہدی و مسیح الگ شخصیات ہیں حالانکہ حدیث میں آیا ہے **لاالمھدی الا عیسیٰ** جیسا مرزا غلام احمد کادیانی نے مہدی کا دعویٰ کیا ہے ایسے ہی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اس لیے اس مذکورہ حدیث کے مطابق مرزا غلام احمد کادیانی کا دعویٰ مہدی و مسیح صحیح معلوم ہوتا ہے۔

قارئین سوال آپ کے سامنے آ گیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایک سوال نہیں بلکہ کئی سوالوں کو ملا کر ایک سوال بنایا گیا ہے جس کی شقیں اس طرح سامنے آتی ہیں۔

(۱) کیا مرزا کادیانی قرآن وحدیث کے مطابق مہدی ہے۔ (۲) اُس کی تائید کے لیے آسمان پر نشان یعنی کسوف وخسوف ہوا (۳) اُس کو مہدی نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ (۴) جو حدیثیں مہدویت پر تم پیش کرتے ہو وہ مرزا کادیانی کے سامنے نہ تھیں؟ (۵) کیا تم مرزا غلام احمد کادیانی سے زیادہ پڑھے لکھے ہو؟ (۶) کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ مہدی اور مسیح الگ الگ شخصیات ہیں؟ (۷) حدیث لاالمہدی الاعیسیٰ کے مطابق مرزا کادیانی کے دعویٰ مہدویت و مسیحت کی حیثیت؟

قارئین محترم! اس سوال کا جواب جو سائل کو پہنچایا گیا شق وار پیش خدمت ہے

شق ا کا جواب: جناب محترم قرآن مجید میں مہدی کا کوئی تذکرہ ہے اور نہ ہی کوئی اشارہ، البتہ حدیثِ رسول ﷺ کے ذخیرہ میں امام مہدی سے متعلق صرف تذکرہ ہی نہیں بلکہ اس مسئلہ سے متعلق ہر جہت پر آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے۔ مگر یقین جانیے مرزا غلام احمد کادیانی حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں کسی صورت بھی امام مہدی نہیں ہوسکتا۔ (کادیانی کے مہدی نہ ہونے کی وجہ قدرے اختصار سے شق: ۳ میں ذکر کرتے ہیں)

شق ۲ کا جواب: آپ کا یہ کہنا کہ ان کی تائید کے لیے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے یعنی کسوف وخسوف۔ اس بارے آپ غلط فہمی کا شکار ہیں یا یہ کہ آپ کو کسی نے غلط راہ پر لگا دیا ہے۔ اب ذرہ ان آسمانی نشانوں کی مختصر سی تفصیل پیش خدمت ہے تا کہ آپ کو خود فیصلہ کرنے کا موقع مل سکے اور خود ہی آپ پر واضح ہو کہ آپ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ہوا یہ کہ ۱۸۹۴ء میں جو رمضان شریف کا مہینہ آیا اس رمضان شریف میں چاند کی تیرہ تاریخ کو چاند گرھن لگا جبکہ ۲۸ رمضان کو سورج گرھن لگا۔ مرزا کادیانی نے اس کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیا اور اس پر جو دلیل لائے وہ دارقطنی کی ایک روایت ہے جس کے معنیٰ کو اپنی قوت خیالی سے اپنے دعویٰ پر دلیل بنانے پر زور لگایا کہ معنیٰ وترجمہ اگر مرزا کادیانی کا ہو تو پیش کردہ روایت اپنا معنیٰ ومفہوم کھو بیٹھتی ہے تاہم اس روایت پر ترجمہ کرنے میں جو مرزا کادیانی نے زور لگایا ہے اس میں کتنے کامیاب ہوئے ہیں یہ ایک منصف مزاج آدمی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہم آپ کے سامنے سب سے پہلے وہ روایت پیش کر کے اس کے مفرد الفاظ کا ترجمہ کرتے ہیں پھر پوری حدیث کا مکمل ترجمہ کریں گے۔

عن عمر بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال : ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذخلق السمٰوٰت والارض تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی النصف منه ولم تكونا منذخلق الله السمٰوٰت والارض . (دارقطنی جلد۲)

مفرد الفاظ کا ترجمہ۔ محمد بن علی کہتے ہیں، اِن (بیشک) **لمهدينا** (ہمارے مہدی کے لیے) **آيتين** (دو نشانیاں ہیں) **لم تكونا** (نہیں ہوئیں ظاہر) **منذ** (جب سے) **خلق السمٰوٰت والارض** (تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی) **تنكسف القمر** (چاند گرھن ہوگا) **لاول ليلة** (پہلی رات) **من رمضان** (رمضان کی) **و** (اور) **تنكسف الشمس** (سورج گرھن ہوگا) **فی النصف منه** (اس رمضان کے نصف میں) **لم تكونا** (نہیں ہوئی ظاہر) **منذ** (جب سے) **خلق الله السمٰوٰت والارض** (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)۔ مفرد الفاظ کا جو ترجمہ پیش خدمت کیا ہے کوئی عقل مند عربی دان اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اب آیئے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دو نشانیاں ہیں نہیں ہوئیں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرھن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ

آپ کی خدمت میں پیش کردیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص جو عقل مند ہو قطعاً اختلاف نہیں کرسکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا قادیانی نے کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کی دیانت پر اُسے داد دیں۔ روایت کا ترجمہ بقلم مرزا قادیانی: ''یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہ نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرھن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات اور سورج کو اس کے گرھن کے دنوں میں سے اس دن گرھن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱ص ۳۳۰)

قارئین! مرزا کادیانی کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم کادیانی جماعت کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ مرزا کادیانی کے کیے ہوئے ترجمہ میں کسی مدعی کے وقت' مہدی کے ادعا کے وقت' جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات' اور سورج کو اس کے گرھن کے دنوں میں سے اس دن گرھن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کا جو ہم نے ترجمہ کیا ہے اس کو اور مرزا کادیانی کے کیے ہوئے ترجمہ کو پرکھیں' کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط۔ اور حال یہ ہے کہ مرزا کادیانی نے اپنے زور سے ترجمہ کیا ہے اور پوری تخیلاتی قوت اس پر صرف کی ہے۔ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے۔ **لاول لیلۃمن رمضان** کا ترجمہ تیرھویں رات کرنا اور **فی النصف منہ** کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہوسکتا ہے؟ پھر ظلم یہ کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود وہ اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل، نہ ماننے والے کو ظالم ''رئیس الدجّال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔'' (روحانی خزائن ۱۱ص ۳۳۰)

قارئین! جب کادیانیوں پر اس روایت کے غلط معنیٰ کرنے پر گرفت کی جاتی ہے تو مرزا کادیانی خود بھی اور اس سلسلۂ کادیانیت کے مربی حضرات بجائے اس کے کہ اس بددیانتی پر شرمندگی کا اظہار کریں جھٹ بولتے ہیں کہ جناب اصل بات یہ ہے کہ روایت دارقطنی میں آیا ہے **لاول لیلۃ من رمضان** پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر پہلی رات ہی رمضان کی مراد لیں تو پہلی رات اگر چاند گرھن لگے گا تو پتہ کیسے چلے گا دوسری بات یہ ہے کہ پہلی تین راتوں کے چاند کو قمر نہیں بلکہ ھلال کہتے ہیں جبکہ روایت میں **تنکسف القمر لاول لیلۃ** آیا ہے اس لیے پہلی رات تو ہو نہیں سکتا۔

اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمالیں! پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر پہلی رات کو گرھن لگا ہو تو پتہ کیسے چلے' اس کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔ تمہیں نے روایت پیش کی ہے جس کے الفاظ **تنکسف القمر لاول لیلۃ** ہیں س کا ترجمہ پہلی رات ہی کیا جائے گا۔ دوسری بات، ہم لوگ تم سے بالکل نہیں جھگڑتے اور نہ ہی اس بحث میں جانا چاہتے ہیں کہ پہلی تین راتوں کے چاند کو ہلال کے ساتھ قمر بھی کہا جاسکتا ہے یا نہیں ہم تمہاری ہی بات مان لیتے ہیں کہ پہلی راتوں کے چاند کو ھلال کہتے ہیں' قمر نہیں کہتے تو پھر یقیناً قمر کی پہلی رات وہ ہوئی جو چاند کی چوتھی رات ہوتی ہے یہ بات بھی ہم تمہارے لیے ماننے کو تیار ہیں مگر اس اعتبار سے قمر کی پہلی رات چاند کی پہلی رات ہوئی پھر بھی تیرھویں رات تو مطلق نہیں ہوسکتی۔ (اب سر کھجلانے لگیں گے)

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی دار قطنی کی روایت مرزا کادیانی کے دعویٰ پر دلیل نہیں بن سکتی چاہے کادیانیت الٹی ہی کیوں نہ لٹک جائے۔ آخری بات کہ روایت میں ایک دفعہ ابتداء میں جب کہ دوسری دفعہ آخر میں یہ الفاظ موجود ہیں **لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض** کہ وہ دونشانیاں جب سے زمین وآسمان تخلیق ہوئے ہیں کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئیں' جبکہ مرزا قادیانی جن تاریخوں کا تعین کرتا ہے یعنی چاند گرھن کے لیے تیرہ' چودہ' پندرہ کی راتیں اور سورج گرھن کے لیے ستائیس' اٹھائیس اور اُنتیس کے دن، یہ تو وہ تاریخیں ہیں جن میں ہمیشہ چاند گرھن اور سورج گرھن ہوتا رہا ہے اور پھر بھی ہوتا رہے گا، جس کی تفصیل کسی ماہر نجوم سے حاصل کی جاسکتی ہے اور اس کے قواعد وضوابط سمجھے جاسکتے ہیں۔ ہے کوئی کادیانی عقل مند آخرت کا فکر رکھنے والا جو سمجھنے کے لیے تیار ہو۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ ۱۸۹۴ء کے رمضان میں ہونے والے چاند گرھن اور سورج گرھن کیسے مرزا کادیانی کے لیے مہدویت کے دعویٰ پر تائید آسمانی کہلا سکتے ہیں اور کیسے اس دعویٰ پر دارقطنی کی روایت دلیل بن سکتی ہے۔

شق ۳ کا جواب: گزارش یہ ہے کہ مہدی کے ظہور کا مسئلہ قرآن میں تو ہے ہی نہیں یہ حدیث کا مسئلہ ہے اس عنوان پر حدیث مکمل راہنمائی کرتی ہے۔ اس عنوان پر چند احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں ابتدائی اور واضح علامات مہدی موجود ہیں۔

(۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا امام مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا (ابن ماجہ)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا میرا یہ فرزند سید (سردار) ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اس متعلق فرمایا اور اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا اور عادات واخلاق میں آپ ﷺ کے مشابہ ہوگا لیکن صورت میں مشابہ نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد)

(۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا کا اس وقت تک خاتمہ نہیں ہوگا جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب پر حاکم نہ ہو جو میرے ہم نام ہوگا۔ (ترمذی)

(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد میں سے ہوگا جس کی پیشانی کشادہ اور ناک بلند ہوگی اور جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جبکہ اس وقت ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی اور ان کی حکومت سات سال تک رہے گی۔

(۵) مہدی کے زمانہ کا حال بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ایک بڑی آزمائش کا ذکر کیا جو اس وقت امت کو پیش آنے والی ہے کہ ایک زمانہ میں اتنا شدید ظلم ہوگا کہ کہیں پناہ کی جگہ نہیں ملے گی اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں ایک شخص کو پیدا کرے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی۔ زمین وآسمان کے باشندے سب اس سے راضی ہوں گے۔ آسمان اپنی تمام بارش موسلا دھار برسائے گا اور زمین اپنی سب پیداوار نکال کر رکھ دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگوں کو تمنا ہوگی کہ ان سے پہلے جو لوگ تنگی وظلم کی حالت میں گزر گئے ہیں کاش وہ بھی اس سماں کو دیکھتے۔ اس برکت کے حال پر وہ سات، آٹھ یا نو سال تک زندہ رہیں گے۔ (مستدرک حاکم)

(۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں مہدی ہوگا جو پانچ، سات یا نو سال تک حکومت کرے گا۔ میں نے پوچھا اس عدد سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''سال'' ان کا زمانہ ایسی خیر و برکت کا ہوگا کہ ایک شخص ان سے آکر سوال کرے گا اور کہے گا اے مہدی مجھ کو کچھ دیجئے مجھ کو دو کچھ دیجئے جس پر امام مہدی ہاتھ بھر بھر کر اس کو اتنا مال دیں گے کہ اس سے اٹھ سکے۔(ترمذی)

محترم ان احادیث کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں جن سے واضح ہے کہ آنے والے مہدی کا نام محمد ہوگا۔ حضور ﷺ کی اولاد فاطمی حسنی ہوگا۔ جس کی پیشانی کشادہ، ناک بلند، عرب کا حاکم بادشاہ ہوگا اور اس کی حکومت میں عدل وانصاف کا راج جبکہ ظلم وستم کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ زمین وآسمان کے تمام بسنے والے اس سے راضی ہوں گے۔ اس کے زمانہ میں بارشیں موسلا دھار ہوں گی جس سے زمین اپنے اندر چھپے خوراک کے خزانے نکال باہر پھینکے گی اور حالات اس قدر خوشگوار ہوں گے کہ زندہ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش ہمارے بڑے جو مشکلات اور تنگدستی میں جان کھپا گئے آج زندہ ہوتے۔ امام مہدی سے سوال کرنے والے شخص کو امام مہدی بھر بھر کر مال دیں گے جتنا وہ اٹھا سکے گا۔

اب آیئے اس طرف کہ جن لوگوں نے مرزا کادیانی کو مہدی مان رکھا ہے کیا اس کا نام محمد ہے؟ کیا وہ حضور علیہ السلام کی اولاد فاطمی حسنی ہے؟ کیا اس کو عرب کی حکومت یا بادشاہت ملی؟ کیا اس کے زمانہ سے اب تک اتنی موسلا دھار بارشیں ہوئیں اور زمین میں چھپے خوراک کے خزانے نکلے؟ کیا کسی شخص نے مرزا کادیانی سے کچھ دینے کا سوال کیا، اور اس نے اس کو بھر بھر کر دیا؟ کیا زمین وآسمان والے اس سے راضی تھے؟ یقیناً نہیں اس کا نام مرزا غلام احمد کادیانی، مغل برلاس قوم سے تعلق، اس کو اپنے آبائی شہر قادیان میں بھی حکومت و بادشاہت نہیں ملی چہ جائے کہ عرب میں۔ اس کے زمانہ زندگی سے اب تک لوگ ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ عدل وانصاف کا نام تک نہیں۔ غربت اور مفلسی دن رات عوام پر پنجے گاڑے چلی جا رہی ہے۔ مرزا غلام احمد کادیانی کسی کو سوال پر کیا دیتا وہ تو ساری زندگی اپنی امت سے مختلف بہانوں سے چندے مانگتا گیا حتیٰ کہ مینارۃ المسیح جو کادیان میں بنایا گیا وہ بھی لوگوں سے چندے مانگ مانگ کر (جو مکمل بھی مرزا کادیانی کی موت کے بعد ہوا) اور یہ چندے اب تک کادیانی امت پر ایسے لاگو ہیں کہ بہشتی مقبرہ میں زر کثیر کی شرط کو پورا کیے بغیر قبر کی جگہ نہیں مل سکتی۔ واہ رے مہدی کادیانی تیری اوقات نرالی۔

شق ۴ جواب: مہدی کے متعلق حدیثیں مرزا کادیانی کے سامنے تھیں یا نہ، مرزا کادیانی کے فرمودات اس عنوان پر پڑھنے کی زحمت کر لیں۔

(۱) ''اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں، غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۶ ص ۱۹۳)

(۲) ''ایسا ہی مہدی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو، یہ خیال قلت تدبیر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لیے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح

کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیفوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے‘ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا ہے اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلایا ہے کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا لیکن امام محمد مہدی کا نام تک تو نہ لیا تو اس سمجھا جانا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منسفک ٹھہرا رہی ہے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد۳ص ۳۷۸)

(۳) ’’اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول ﷺ کی درج ہے اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے لیکن غور سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق باثر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے لے لیتا اور اس کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے‘‘۔ (روحانی خزائن جلد۱۴ص ۳۷۰)

(۴) ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی **ھذا خلیفة الله المھدی** اب سوچو یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد۶ص ۳۳۷)

قارئین! اس مسئلہ مہدی پر مرزا کادیانی کی اور بھی ایسی عبارات اس کی کتب میں موجود ہیں جن کو طوالت کے خوف سے چھوڑتا ہوں۔ ان مذکورہ عبارات پر غور کریں کہ مرزا کادیانی نے کیا کہا ہے اور اس کے فرمودات سے متعلق خود فیصلہ کریں کہ اگر ضرورت پڑی تو کہہ دیا کہ یہ حدیث بخاری میں ہے کہ امام سے متعلق آسمان سے آواز آئے گی اور کہا جائے گا کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے حالانکہ بخاری میں یہ حدیث کہیں بھی موجود نہیں ہے اور اگر جی چاہا تو کہا کہ وہ احادیث جن میں فاطمہ کی اولاد سے مہدی کے آنے کا ذکر ہے وہ سب موضوع اور بے اصل بناوٹی ہیں اور کبھی جی میں آیا تو کہا کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے حالانکہ قطعاً صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر نہیں ہے کیونکہ وہ شتر بے مہار تھے ان کے گلے میں اطاعتِ خدا تھی اور نہ ہی اطاعتِ رسول ﷺ۔ ہمیں افسوس‘ صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسے شخص کو مہدی مانتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے فرامین کو پسِ پشت ڈال کر اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے زبان کھولتا جاتا ہے اور کفر اگلتا جاتا ہے۔

شق ۵ کا جواب: مرزا غلام احمد کادیانی سے زیادہ پڑھے ہوئے ہو۔ ہمارے متعلق تو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں البتہ مرزا کادیانی کے بارے فکر کریں کہ وہ کتنے پڑھے ہوئے تھے اور ان کا مطالعہ قرآن اور مطالعہ حدیث کتنا گہرا تھا۔ ایسے ہی عمومی معلومات مرزا کادیانی کے قرآن وحدیث کے مطالعہ کی وسعت کے سلسلہ میں پیش خدمت ہیں۔

(۱) ''چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے قرآن سے اولیاء کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے حاجت بیان نہیں۔'' (روحانی خزائن ۶ ص ۳۶۵) وسعتِ مطالعہ دیکھئے حالانکہ یہ بات نہ قرآن میں ہے نہ ہی حدیث میں کہ مسیح موعود کا تذکرہ ہو اور چودھویں صدی کے ساتھ ہو۔

(۲) ''مرزا کادیانی لکھتا ہے: ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۲)

قارئین! مسلم شریف میں کہیں بھی یہ موجود نہیں کہ حضرت مسیح آسمان سے اتریں گے۔

(۳) مرزا کادیانی لکھتا ہے: ''یہ ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لیے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۰۴)

کادیانی کی وسعتِ علمی پر داد دیجئے۔ کیا کہیں ہے قرآن مجید میں یا احادیث کے ذخیرہ میں یہ سب کچھ؟ یقیناً یہ باتیں قرآن میں ہیں نہ حدیث میں مگر کادیانی ہے کہ لکھتا چلا جا رہا ہے۔ نہ خوف خدا اور نہ ہی آخرت کا فکر۔ حالانکہ اپنی عاقبت بھی خراب کی اور لوگ بھی اس کے پیچھے چل کر گمراہی کے گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ یہ تو ہے قرآن وحدیث کے بارے اس کے علم کی بات جو نہ قرآن میں ہے نہ ہی حدیث میں۔ قرآن وحدیث کے نام پر جھوٹ چھوڑتا جا رہا ہے یہی اس کے بڑے عالم ہونے کی نشانی ہے؟ یہ تو قرآن وحدیث کا علم ہے جس میں اس جیسا بے علم اور علمی اعتبار سے اندھا شاید دنیا میں کوئی ہو۔ قرآن و حدیث تو اللہ تعالیٰ کے خاص علوم ہیں جو اللہ کے خاص بندوں کو نصیب ہوتے ہیں مرزا کادیانی کے نصیب میں کہاں۔ آیئے دیکھتے ہیں مرزا کادیانی عمومی اعتبار سے کتنا جاہل تھا جس کے لیے یہی ایک ہی حوالہ کافی معلوم ہوتا ہے جس سے واضح ہوگا کہ مرزا کادیانی کتنا بڑا عالم تھا: ''یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اس مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۲۱۸)

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ لڑکے نے ماں کے پیٹ میں دو دفعہ باتیں کیں یا نہیں، اگر کی ہیں تو کون سننے والا تھا۔ ہمیں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ مرزا کادیانی کے علم کا یہ حال ہے کہ اسلامی مہینہ کے ناموں سے متعلق بے علم ہے دنیا جانتی ہے

بلکہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں کا دوسرا مہینہ ہے مگر مرزا کادیانی کے علم کی اس قدر وسعت ہے کہ یہ بھی علم نہیں کہ صفر اسلامی مہینوں کا دوسرا مہینہ ہے یا چوتھا۔ سوال پوچھنے والا خود فیصلہ کرے کہ مرزا کادیانی کا علم کتنا زیادہ تھا: ؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

شق ۶ کا جواب: سوال کیا جارہا ہے کہ کیا تم یہ ثابت کرسکتے ہو کہ مہدی اور مسیح الگ الگ شخصیات ہیں۔ محترم سوال کرنے والے کے سر پر صرف یہ بات سوار ہے کہ جو کچھ مرزا کادیانی نے کہا ہے وہی سچ ہے اور پھر ظلم یہ کہ مرزا کادیانی کے اقوال و فرمودات کو ہی اسلام سمجھا جارہا ہے حالانکہ اسلام نام ہے ایسے دین متین کا جس کی بنیاد قرآن وحدیث ہے اور دوسرے سوالوں کی طرح اس سوالیہ شق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا دین اسلام یعنی قرآن وحدیث سے یقیناً کوئی تعلق نہیں' اسلام سے دوری ہی ان سوالوں کا پس منظر ہے۔ محترم چونکہ یہ مسئلہ حدیث کا ہے اور حدیث میں مہدی کا نام' والد کا نام' خاندانی پس منظر پر جو کچھ ہے 'وضاحت موجود ہے جس کے مطالعہ سے خود بخود پتہ چلتا ہے کہ مہدی الگ شخصیت ہے اور مسیح الگ شخصیت ہے۔ مہدی کا نام محمد' باپ کا نام عبداللہ اور حضور ﷺ کی اولاد فاطمی حسنی ہوگا۔ جبکہ مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ ہے وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ کونسی وضاحت مطلوب ہے؟ چودہ صدیوں کے علماء' مفسرین' محدثین اور مسلمان مہدی اور مسیح کو دو الگ الگ شخصیات سمجھتے اور مانتے چلے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی حضور علیہ السلام کا ارشاد عالی جس کو صحاح ستہ کی مشہور کتاب نسائی شریف نے نقل کیا ہے' پیش خدمت ہے۔

عن ابن عباس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال لن تھلک امۃ انا فی اوّلھا وعیسیٰ ابن مریم فی آخرھا والمھدی فی وسطھا۔ (نسائی شریف) ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں ہلاک ہوگی میری امت (کیونکہ) میں اس کے شروع میں ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم اس کے آخر میں ہیں اور مہدی اس کے درمیان میں ہیں۔ اب بھی اگر یہ رٹ لگائی جائے کہ مہدی اور مسیح ایک شخصیت کا نام ہے تو پھر یا تو ایسے شخص کا دین اسلام سے تعلق نہیں یا اس کا دماغ درست نہیں اس کو پاگل خانہ میں داخل کرانا چاہیے۔

شق ۷ کا جواب: حدیث **لا المھدی الا عیسیٰ** سے مرزا کادیانی کے دعویٰ مہدی و مسیح پر دلیل پکڑنا۔ محترم آپ کے کہنے پر اگر ہم آپ کی بات مان لیں کہ مرزا کا دعویٰ مہدی و مسیح اور ایک ہی شخص کا مہدی و مسیح ہونا' تو اس روایت سے ثابت آپ کررہے ہیں مگر مرزا کایانی اس کے اُلٹ لکھتے ہیں۔ ''میں آدم ہوں' میں نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں اسحاق ہوں' میں یعقوب ہوں' میں اسماعیل ہوں' میں موسیٰ ہوں' میں داؤد ہوں۔'' ان دعاوی پر کوئی دلیل آپ کے پاس موجود ہے جس سے مرزا کے ان دعاوی کا ثبوت ہو' کس حدیث کی کتاب میں ہے؟ جیسے ان دعاوی کے ثبوت کے لیے دلیل نہیں ایسے ہی مہدی و مسیح پر **لا المھدی الا عیسیٰ** کو دلیل بنانا بھی صحیح نہیں' دوسری بات یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ صرف یہ نہیں' جو آپ نے پیش کیے ہیں بلکہ الفاظ یہ ہیں **لا المھدی الا عیسیٰ ابن مریم**۔ اب اگر مرزا کادیانی کو اس کا مصداق سمجھتے ہو تو کیسے؟ وہ تو غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہے نہ کہ عیسیٰ ابن مریم۔ باقی اہل علم ذوق حدیث رکھنے والے افراد کو اطلاعاً عرض ہے کہ یہ روایت محدثین کے نزدیک درست اور صحیح نہیں بلکہ لکھتے ہیں' **ھٰذا خبر منکر** (میزان الاعتدال)

عینک فریبی

زبان میری ہے بات اُن کی

- ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے مجلس عمل نے ملک گیر جدوجہد کا فیصلہ کرلیا۔(ایک خبر)

☆ کاش! مجلس نے شریعت کو وردی جتنی ہی اہمیت دی ہوتی!

- سابق وزیرِاعظم جمالی اپنے گاؤں روانہ (ایک خبر)

☆ ڈاچی والیا موڑ مہاراں وے!

- مشرف اقتدار بچاؤ کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔(اپوزیشن)

☆ اقتدار کی لیلیٰ میں بڑی کشش ہے پیارے!

- تمام سیاست دانوں کی نرسری، فوجی گملے میں لگی ہے۔(شیخ رشید)

☆ قفس کو راستہ جاتا ہے سوئے آشیاں ہو کر

- مسجد اور مدارس کے بجلی کے بلوں میں بھی ٹی وی لائسنس کی فیس شامل۔(ایک خبر)

☆ روشن خیالی کے دور کے برگ و بار!

- ڈاکٹر قدیر کے بیس ممالک اور کمپنیوں سے رابطے تھے۔(البرادعی)

☆ اور حکومت سو رہی تھی!

- 32.1 فیصد پاکستانی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔(گورنر سٹیٹ بینک)

☆ میرے ادھر بھی آدمی ہیں اور ادھر بھی آدمی
ان کے جوتوں پر چمک ہے ان کے چہروں پر نہیں

- شجاعت سے حلف انگریزی میں لیا گیا۔(ایک خبر)

☆ قومی زبان اردو اور ایجنڈہ انگریزی ہے، بس یہی مجبوری ہے۔

- میں نے ملکی خزانہ بھر دیا۔(شوکت عزیز)

☆ اور غریبوں کا پیٹ کمر کے ساتھ لگا دیا!

- مولوی صاحبان کے قدم نہ پڑیں تو سندھ میں امن ہی امن ہو۔(الطاف حسین)

☆ مطلب یہ ہے کہ ہم جو کچھ مرضی کرتے پھریں، اس میں کوئی کچھ نہ کہے!

انتخاب

پاکستانی گدھے اور امریکی سیاست

خبر ہے کہ امریکہ میں صدارتی انتخاب کی مہم کے لیے پاکستان سے ۲۸ ہزار گدھے امریکہ برآمد کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ڈیموکریٹس کا انتخابی نشان گدھا ہے۔ گزشتہ برس بھی پاکستان سے ڈیموکریٹک پارٹی نے ۲۵ ہزار گدھے خریدے تھے۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں کے گدھے امریکہ میں جمہوریت کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ ڈیموکریٹس کے ان سے انتخابی اور سیاسی فوائد اٹھانے کے بعد جب یہ پاکستانی گدھے واپس گھر آتے ہیں تو خرِ عیسیٰ کی طرح گدھے نہیں رہتے بلکہ ملک کے اصیل گھوڑوں پر فضیلت حاصل کرتے ہیں۔ امریکہ کو ہمارے عوام خوامخواہ نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں حالانکہ یہ امریکہ ہی ہے جو ہم سے ''دوستی'' میں اس قدر مخلص ہے کہ ہمارے ''راندہ درگاہ'' گدھوں کا بھی قدردان ہے۔ خبروں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ میں پاکستانی گدھوں کی مانگ صرف الیکشن کے موسم ہی میں نہیں ہوتی بلکہ ہر سال ایک مخصوص سیاسی گدھا ریس کے موقع پر بھی ہزاروں کی تعداد میں ہمارے گدھے امریکہ میں مہنگے داموں ایکسپورٹ کئے جاتے ہیں۔ گھر کا ''گدھا'' دال برابر کے مصداق ہمارے ہاں اپنے گدھوں کی ناقدری افسوسناک ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ قرآن کریم میں جو کہا گیا ہے کہ ''بے شک سب سے مکروہ آواز گدھے کی ہے'' اس سے کونسا گدھا مراد ہے۔ بہر حال گدھوں کا حقارت کی نظر سے دیکھنے کا نوٹس جس سختی سے امریکہ نے لیا ہے' اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ڈیمو کریٹس نے اگرچہ پاکستانی گدھوں کو اپنی انتخابی مہم کے لیے بطورِ خاص خریدا ہے۔ تاہم انہیں یہ بھی احتیاط کرنا ہوگی کہ کوئی پاکستانی گدھا انہیں پیار ہی پیار میں دولتی مار کر ہروانہ دے۔ پاکستانی گدھوں کی بات اگر بین الاقوامی سطح پر چل ہی نکلی ہے تو لگے ہاتھوں ہمیں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورا کرتے ہوئے اپنی کھوتیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ پچھلے دنوں کھوتیوں کے ایک مقابلہ حسن میں پاکستانی کھوتیوں کی شرکت حوصلہ افزا ہے' اس سلسلے کو مزید آگے بڑھانا چاہئے۔ امریکہ کی گدھا نوازی کے اس دور میں شیخ سعدیؒ ہوتے تو اپنا مشہور مقولہ یوں بدل دیتے کہ: ''خر باش وصاحب عقل مباش'' اور یوں انہیں بھی امریکہ کا فری ویزہ مل جاتا۔

(نوائے وقت۔ ''سر راہے'' ۱۹ر جولائی ۲۰۰۴ء)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● کتاب: اشاریہ ماہنامہ ''الرحیم'' (حیدرآباد) مرتب: سفیر اختر

ضخامت: ۷۶ صفحات قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: دارالمعارف۔ واہ کینٹ

سجاول (ضلع ٹھٹھہ۔ سندھ) سید عبدالرحیم شاہؒ کا خاندان دینی اور دنیوی نیک نامی کے باعث احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ سید عبدالرحیم شاہ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی خدمات کے بڑے معترف تھے اور ان کے شاگردوں مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا محمد صادقؒ کے احباب میں سے تھے۔ سید عبدالرحیم شاہ نے تحریک خلافت میں مقامی طور پر نمایاں کردار ادا کیا تھا اور انہوں نے سماجی اصلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے بھائی سید محمد ہاشم شاہؒ نے وفات پائی، وہ لاولد تھے۔ مرحوم بھائی کی وراثت سے ملنے والی جائیداد سے انہوں نے ایک مدرسہ ''دارالفیوض ہاشمیہ'' قائم کیا اور سید عبدالرحیم شاہ کی زندگی میں نومبر ۱۹۴۶ء (۱۹۴۷ء میں شاہ صاحب وفات پاگئے) میں، ان کی اہلیہ محترمہ (بی بی زیب النساء) نے اپنے شوہر کی ۱۱۳۵، ایکٹر زرعی زمین کو ''وقف محمد رحیم شاہ'' (یہ عبدالرحیم شاہ کے والد مرحوم تھے) کی صورت میں دے دی۔ ۱۹۵۷ء کے بعد اس وقف کی ذمہ داری محکمہ اوقاف نے اپنے ذمہ لے لی۔

''وقف سید محمد رحیم شاہ'' کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ شاہ ولی اللہؒ کی حکمت و فلسفہ کے مطالعہ و تحقیق اور فکر ولی اللّٰہی کی ترویج و اشاعت کے لیے ایک علمی ادارہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ فروری ۱۹۶۲ء میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد کا قیام عمل میں آیا۔

اکیڈمی نے دو مجلّے شروع کیے۔ اردو مجلّہ ماہنامہ ''الرحیم'' کا پہلا شمارہ جون ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔ اس کی مجلس ادارت میں ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ، مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی اور مخدوم امیر احمد شامل تھے اور اس کے مدیر پروفیسر محمد سرور تھے۔ ''الرحیم'' باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ لیکن ساڑھے پانچ برس کے بعد محکمہ اوقاف مغربی پاکستان نے ایک فیصلے کے تحت اس کی اشاعت روک دی۔ حیدرآباد سے اس کا جو آخری شمارہ شائع ہوا، وہ جولائی اگست ۱۹۶۸ء کا مشترکہ شمارہ تھا۔

''الرحیم'' نے ساڑھے پانچ برس کی اشاعت میں شاہ ولی اللہ کے فکر و فلسفہ اور تحریک ولی اللّٰہی پر اعلیٰ درجے کے مقالات شائع کیے۔

زیر نظر کتاب ''اشاریہ'' (ماہنامہ ''الرحیم'' حیدرآباد جنوری ۱۹۶۳ء۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء) جسے جناب سفیر اختر نے محنت اور سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ''الرحیم'' کے عہد اور خدمات سے متعارف کراتی ہے۔ اشاریہ کی خوبی یہ ہوتی ہے

کہ وہ محقق کے لیے سہولت فراہم کرتا ہے۔

شاہ ولی اللہ کے موضوع کی اہمیت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ ''الرحیم'' نے فکرِ ولی اللّٰہی کی ترویج واشاعت کو اپنا مشن بنالیا۔ کیونکہ اس کے مدیر اور مجلس ادارت کے ارکان شاہ ولی اللہ کے افکار ونظریے سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ ہر چند کہ ''الرحیم'' کا زمانہ اشاعت مختصر ہے مگر اس کے موضوعات میں برسوں باقی رہنے کی صلاحیت موجود ہے۔ مطالعہ مذاہب، قرآنیات، حدیث وعلوم حدیث، فقہ وفتویٰ، تصوف اور صوفیہ، فلسفہ وکلام، تعلیم تعلم ''دینی مدارس'' اسلام، عقائد، معاشرت، قانون وآئینِ حکومت، اصلاح وتجدید، نبوت وسیرت نبوی (ﷺ)، تذکار صحابہ (رضی اللہ عنہم)، تاریخ اسلام، تاریخ مسلمانانِ برصغیر پاکستان وہند، پاکستان، معاشرہ وسیاست، سفرنامے، کتب خانے، ادب (اردو، عربی، فارسی)، اقبالیات تذکرہ وسوانح' شاہ ولی اللہ، آباؤاجداد، احوال وافکار، تحریروں کے تراجم، شاہ محمد محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی، شاہ رفیع الدین، شاہ محمد اسحاق، شارح شاہ ولی اللہ، عبیداللہ سندھی' ان موضوعات پر قلم اٹھانے والے نامور اور مستند اہل قلم تھے۔

محکمہ اوقاف کو چاہیے کہ وہ ''الرحیم'' کے ساڑھے پانچ برس کے مکمل فائل دوبارہ شائع کرے۔ تاکہ آنے والی نسلیں اس عظیم علمی ورثے سے فائدہ اٹھاسکیں۔

اب میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ''اشاریہ'' ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ کتابچہ غیرمجلد ہے۔ اس کا سرورق عام کاغذ کا ہے۔ اس کے باوجود اس کی قیمت ۱۰۰ روپے ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔ اس کی قیمت تیس چالیس روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اگر اس کی فوٹو کاپی کرائی جائے تو وہ بھی چالیس روپے سے کم کی پڑے گی۔ ''دارالمعارف'' کو قیمت رکھتے ہوئے' اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● کتاب: آفاتِ نظر اور اُن کا علاج مؤلف: ارشاد الحق اثری

ضخامت: ۹۶ صفحات قیمت درج نہیں ادارۃ العلوم الاثریہ' منٹگمری بازار فیصل آباد

دل کو متاثر کرنے والی اور خارجی اثرات مرتب کرنے والی دو چیزیں ہیں: ایک آنکھ اور دوسری کان۔ آنکھ کا مشاہدہ ہی عام طور پر دل کے بہکنے کا سبب بنتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو آنکھ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہ سکیں:

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کردے

گلیوں، بازاروں، دکانوں اور چوراہوں میں اسی نظر بازی نے لوگوں کو بے حیا کردیا ہے۔ اخلاق گدلا گئے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اسی آنکھ سے پیدا ہونے والے عوارض وآفات کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اُن سے بچنے سے متعلق بعض مفید مباحث کا ذکر ہے۔ قاری کے لیے اس کتاب میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ' افادات کا پہلو نمایاں ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: آداب الدّعا والدوا تالیف: عبدالخالق محمد صادق نظر ثانی: ارشاد الحق اثری

ضخامت: ۲۱۶ صفحات قیمت درج نہیں ناشر: حاجی نذیر احمد' ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

اس کتاب میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں مستند دعائیں یکجا کر دی گئی ہیں۔ نیز صحیح احادیث کی روشنی میں 'دعا سے علاج کے مسنون طریقے تحریر کئے گئے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کی پوری زندگی دعاؤں سے عبارت ہے۔ صبح شام، رات دن ،اٹھنے بیٹھنے کی دعائیں ہیں اور زندگی کا کوئی لمحہ دعا کے لیے خالی نہیں۔ اس کتاب کے ناشر قابل صد ستائش ہیں کہ جنھوں نے اسے شائع کر کے مفت تقسیم کا بیڑہ اٹھایا۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: قادیانی کافر کیوں؟ مرتب: ارشاد الحق اثری

ضخامت: ۱۲۸ صفحات قیمت درج نہیں ناشر: ادارہ تحقیقات سلفیہ' گوجرانوالہ

قادیانی مذہب کے خلیفہ مرزا محمود کے الفاظ قابل غور ہیں: ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی ذات رسول اللہ ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا' اخبار ''الفضل'' قادیان۔ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

زیر مطالعہ کتاب میں مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں سے بہت سے ایسے ہی حوالہ جات کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قادیانی کافر ہیں۔ اپنے موضوع پر یہ ایک مختصر اور مضبوط کتاب ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے لیے ایک مفید کتاب ہے۔ امید ہے' قارئین کے لیے بہت سی معلومات کا باعث ہوگی۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: مکتوباتِ افغانی مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۲۰۲ صفحات قیمت درج نہیں ناشر: القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد' نوشہرہ (صوبہ سرحد

شمس الاولیاء حضرت العلامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمتہ اللہ علیہ ایک بلند پایہ عالم، بے مثال خطیب، عظیم المرتبت فقیہہ، اپنے وقت کے مشہور مفسر، محدث گزرے ہیں۔ تعلیمی میدان میں آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ کئی دینی اداروں میں ہزاروں طلبہ کو علوم و معارف سے بہرہ ور فرمایا۔ ایک عرصہ تک ریاست قلات کی وزارت شرعیہ کے منصب پر فائز رہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور حضرت العلامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسے بزرگوں کے پاکیزہ دامن سے وابستہ رہے۔

ہمارے بزرگوں نے خطوط کے ذریعے بھی اپنے شاگردوں اور مریدوں کی تعلیم و تربیت کی۔ بعض اکابر علماء کے

یہ مکاتیب مختلف علوم وفنون کے بیش بہا علمی ذخیرے ہیں۔مکتوبات مجدد الف ثانیؒ،مکتوبات شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ،مکتوبات حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور مکاتیب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی متداول مثالیں ہیں۔زیر نظر کتاب میں مرتب نے' مولانا شمس الحق افغانی کے وہ خطوط یکجا کئے ہیں جو انہوں نے قاضی عبدالکریم صاحب کے نام تحریر کئے۔جن میں اہتمام سنت واطاعت ، اصلاح ظاہر وباطن ،عشق رسول رحمت ﷺ اور اکابر علماء دیوبند کے مسلکِ اعتدال کی تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ کتاب جاذبِ نظر ہے۔(تبصرہ:ابوالادیب)

● کتاب:علامات ترقیم اور ہمزہ لکھنے کے قواعد مصنف:مولانا محمد الیاس

ضخامت:صفحات:۴۸ قیمت:درج نہیں ملنے کا پتا:مکتبہ فاروقیہ،مقابل جامعہ فاروقیہ۔شاہ فیصل کالونی نمبر۴ کراچی

جیسے بولنے کی ادا سے ہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ کلام سوالیہ ہے' بات ختم ہو رہی ہے یا ابتدائی کلام ہے۔ایسے ہی تحریری طور پر بھی بعض علامات ہیں جس سے عبارت پڑھنے والا آدمی علامات کو دیکھ کر ہی محسوس کرتا ہے کہ یہ کلام کی ابتداء ہے یا انتہا ہے۔کلام تعجب ہے یا کلام استفہام' خصوصاً عربی عبارت میں اس کا جاننا لازمی امر ہے ان علامات کو علاماتِ ترقیم کہتے ہیں جن کی تبدیلی معنیٰ میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔نیز ایسے ہی عربی میں ہمزہ لکھنے کی کئی حالتیں ہیں،کبھی کلمہ کے شروع میں آتا ہے کبھی درمیان کلمہ تو کبھی آخر کلمہ میں، ہر حالت میں مختلف صورت میں لکھا جاتا ہے۔علامات ترقیم اور ہمزہ لکھنے کے قواعد پر مبنی ایک چھوٹا سا کتابچہ ۴۸ صفحات پر مشتمل محترم مولانا محمد الیاس مدظلہ جو جامعہ فاروقیہ کراچی کے سابق استاذ اور اب مدرسۃ العلوم فاروقیہ ساکہ' تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے مہتمم ہیں نے بڑی محنت وکاوش سے مرتب فرمایا ہے۔علمی ذوق رکھنے والے علماوطلباء کے لیے یکساں مفید ہے۔(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

● کتاب:ہدیۃ العروس تالیف:حافظ مبشر حسین

ضخامت:۶۰۰ صفحات قیمت درج نہیں ملنے کا پتا:نعمانی کتب خانہ،حق سٹریٹ۔اردو بازار لاہور

دین اسلام صرف عقائد اور چند عبادات پر مشتمل دین نہیں بلکہ انسان کی زندگی سے متعلق ہمہ قسم وہمہ جہت راہنمائی فرماتا ہے۔ہر انسان مرد ہو یا عورت تقریباً ہر ایک رشتہ ازدواج سے منسلک ہوتا ہے کہ سنت نبوی ﷺ ہے جس کے لیے ہر موقع پر راہنمائی دین اسلام نے مسلمان کو دی ہے۔مثلاً منگنی اور اس کے احکامات' منگنی توڑنے کی شرعی حیثیت' مسائل نکاح' عورت کے نکاح میں ولی کی شرط کیوں' دعوتِ ولیمہ اور اس کے متعلقہ مسائل،شادی بیاہ کی جاہلانہ رسومات کا رد ،جہیز کی شرعی حیثیت،خاوند بیوی کے باہمی حقوق،طلاق وعدت کے دینی مسائل کے علاوہ بیسیوں ازدواجی وخانگی احکام ومسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں کتاب ھدیۃ العروس،ہر پڑھے لکھے مرد وعورت کی راہنمائی کے لیے یکساں مفید۔

(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

ادارہ

اخبارُالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

فروعی اور مسلکی دائرے سے باہر نکل کر دینی علوم کی نشر واشاعت کے لیے علماء کی رابطہ مہم شروع کرنے کا فیصلہ

چیچہ وطنی (۸؍جون) چیچہ وطنی اور بورے والا کے مابین دیہاتی حلقوں کے ممتاز علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے دینی علوم کی نشر واشاعت اور نئی نسل کو جدید اسلوب میں دین سے ہم آہنگ کرنے کے لیے رابطہ مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اعلان مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں جامعہ فاروقیہ غازی آباد میں منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد عابد مسعود ڈوگر، مفتی عثمان غنی، ابوحذیفہ مولانا محمد حنیف، مولانا عبدالرؤف، حافظ ظہور احمد، مولانا فقیر اللہ اور دیگر علماء کرام نے کہا کہ سامراجیت کے خلاف پوری دنیا میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اس وقت تعلیم، میڈیا میں ہم بہت پیچھے ہیں اور تربیت کا فقدان ہے۔ کفر اور اس کی سازشوں کو سمجھنے کے لیے دشمن کا طریق کار اور طریق جنگ پوری طرح سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ علماء نے کہا کہ جدید وقدیم فتنوں سے آگاہی کے بغیر اپنا لائحہ عمل طے کرنا ناممکن ہے۔ مقررین نے کہا کہ ہمارے اسلاف نے فرنگی سامراج کو برصغیر سے نکال باہر کیا تھا' آج امریکن سامراج نے یہاں پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ ہمیں دنیا کے حالات کو ملحوظ رکھ کر نئی صف بندی کی ضرورت ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے صدارتی خطاب میں کہا کہ علماء اور خطباء کے پاس مساجد کی شکل میں بہترین میڈیا موجود ہے۔ ہمیں فروعی اور مسلکی دائرے سے باہر نکل کر امت مسلمہ کو درپیش مسائل کی فکر کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جذباتیت سے ہٹ کر ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ مسائل و مشکلات کا ادراک کرنا چاہیے۔ اجلاس میں قاری الطاف الرحمٰن، مولانا محمد حنیف، مولانا عبدالرؤف، حافظ ظہور احمد اور مولانا فقیر اللہ پر مشتمل پانچ رکنی رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی جو رابطہ مابین علماء کے لیے طریق کار اور دستور العمل طے کر کے ۵؍اگست کو ہونے والے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی۔

جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مفتی شامزئی، مولانا چنیوٹی اور مولانا نذیر احمد کی یاد میں تعزیتی جلسہ

چیچہ وطنی (۹؍جون) تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور علماء کرام نے کہا ہے کہ حکمران حدود آرڈی نینس اور قانون تحفظ ناموس رسالت (ﷺ) میں ترمیم کی بجائے اپنی نیتوں میں ترمیم کریں۔ اسلامی دفعات کو ختم یا غیر موثر کرنے کے لیے ترمیمی بل کے محرکین اور مؤیدین کا عوامی محاسبہ کیا جائے گا۔

ان خیالات کا اظہار سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی، مفتی نظام الدین شامزئی، اور شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد

کی یاد میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا چنیوٹی کے جانشین مولانا محمدالیاس چنیوٹی مجلس احراراسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ ،مولانا احمدیار صدیقی،مفتی عثمان غنی،قاری محمد طاہر رشیدی، قاری سعید بن شہیداور محمد رضوان حیدر نے کیا۔ مولانا محمدالیاس چنیوٹی نے کہا کہ غلبہ اسلام کی عملی جدوجہد ہمارا مقصدِ حیات ہے جو بھی اس مقصد کو اپنائے گا' وہ مسلمان کہلائے گا۔ اسی بنا پر ہمیں انتہا پسندی اور بنیاد پرستی سے موسوم کیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ مولانا چنیوٹی ہر اس جگہ پہنچے جہاں قادیانی فتنہ موجود تھا اور انہوں نے قادیانیت کے کفر وارتداد کو ننگا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اُن کا مشن ہر حال میں زندہ رکھا جائے گا۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانیوں کی باغیانہ سرگرمیوں اور غیر آئینی کارروائیوں کو تحفظ فراہم کرنے والے حکمران اپنے انجام بد کے لیے تیار رہیں۔انہوں نے کہا کہ مولانا چنیوٹی ،مفتی شامزئی اور مولانا نذیر احمد کی یاد منانے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم امریکی و یہودی ایجنڈے کی تکمیل کے راستے میں ہر ممکن رکاوٹ پیدا کریں اور ختم نبوت کے مشن کے لیے اگلی نسل کو تیار کریں۔انہوں نے کہا کہ قادیانی مختلف زبانوں میں تحریف شدہ ترجمہ والے قرآن پاک شائع کر رہے ہیں جو شرعاً اور قانوناً جرم ہے لیکن سرکاری انتظامیہ قادیانیوں کو لگام ڈالنے کی بجائے ان کی اسلام وطن دشمن سرگرمیوں کو باقاعدہ سپانسر کر رہی ہے،جس سے عوام میں اشتعال بڑھ رہا ہے۔

جلسہ میں مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر موثر عمل درآمد کرایا جائے۔شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے ۔دیگر اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے۔اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ چناب نگر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔

مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا اجلاس

ڈیرہ اسماعیل خان (۲۰رجون) مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک اہم اجلاس غلام حسین احرار کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس میں حدود آرڈی نینس، قانون توہین رسالت، دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی شدید مذمت کی گئی ۔اجلاس میں کہا گیا کہ احرار کا یہ وصف ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھا اور عقیدہ ختم نبوت کو کفریہ سازشوں کے ذریعے مٹانے کی کوشش کی گئی تو احرار نے اس کا پوری جرأت و استقامت سے اس کا راستہ روکا۔اجلاس میں قاری عصمت اللہ، حافظ فتح محمد، محمد نواز، عبدالشکور، صوفی امان اللہ، ہدایت اللہ اور اسرار اللہ نے شرکت کی۔

عبداللطیف خالد چیمہ کا دورۂ ڈیرہ اسماعیل خان

ڈیرہ اسماعیل خان (۲۵رجون) مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانیوں نے سرائیکی زبان کے تحریف شدہ ترجمے والا قرآن پاک چھاپ کر ڈیرہ اسماعیل خان اور دیگر علاقوں میں خفیہ طریقے

سے تقسیم کر کے بدامنی پیدا کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اور توہین قرآن و توہین اسلام کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اگر ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف موثر کارروائی نہ کی گئی تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی‘ وہ دارالعلوم نعمانیہ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں‘ وہ اسامی شعائر استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اس دھوکہ دہی سے امت مسلمہ کو بچانا‘ اس وقت اشد ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ پانچ سو سے زائد قادیانی سول اور فوج کے اہم عہدوں پر مسلط ہیں۔ آئین کی اسلامی دفعات کے خلاف ایوان صدر میں ہونے والی سازشوں کے پیچھے قادیانی اور قادیانی نواز لابیاں سرگرم عمل ہیں اور نئے سیاسی جوڑ توڑ میں بھی قادیانیوں کو پوری طرح نوازا جا رہا ہے۔ خالد چیمہ نے کہا کہ وانا آپریشن ملکی سلامتی کے خلاف بڑی خطرناک سازش ہے جو امریکی احکامات کی مکمل تابعداری کے نتیجے میں عمل میں آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوج اور عوام کو آمنے سامنے لانے کے لیے کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو اور نئے ارکان کی نامزدگی خالصتاً سیاسی اور ذاتی انداز میں کی گئی ہے اور قادیانی پس منظر رکھنے والے ایک شخص کو اس کا ممبر بنا کر کونسل کے فیصلوں کو غیر موثر کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ اجتماع میں قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی طرف سے تقسیم ہونے والے قرآن پاک کے ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔ قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے اور شناختی کارڈز میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ نماز جمعہ کے بعد جماعتی احباب سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ بعدازاں مولانا علاؤ الدین اور مولانا احمد علی سراج سمیت متعدد حضرات سے ملاقات کی۔ بعدازاں خالد چیمہ اور قاری محمد قاسم‘ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ (کندیاں) روانہ ہو گئے اور ۲۶؍جون کو چوک اعظم میں مدرسہ علیمیہ کے منتظم حافظ محمد انور سے ملاقات کر کے چیچہ وطنی روانہ ہو گئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی وفات پر مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کا تعزیتی اجلاس

اوکاڑہ (۲۸ جون) مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کا سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی وفات پر ایک تعزیتی اجلاس شیخ نسیم الصباح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ مولانا چنیوٹی نے ساری عمر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے استحصال کے لیے جرأت، بہادری اور استقامت کے ساتھ جو خدمات سرانجام دیں‘ وہ تحریک تحفظ ختم نبوت کا سنہری باب ہے۔ مولانا کی وفات سے دینی و مذہبی حلقوں کا بہت بھاری نقصان ہوا ہے۔ مولانا چنیوٹی کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہیں ہوگا۔ اجلاس میں قاری ثناء اللہ، قاری اسلم چنیوٹی، قاری ذکاء اللہ قاسمی اور دیگر کارکنانِ احرار نے شرکت کی۔

شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ کی وفات پر مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کا تعزیتی اجلاس

اوکاڑہ (۲؍جولائی) جامع مسجد بخاری اوکاڑہ میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا قاری کفایت اللہ سالک (خطیب مسجد بخاری) منعقد ہوا۔ جس میں مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر شیخ نسیم الصباح اور قاری محمد اسلم چنیوٹی، قاری ذکاء اللہ قاسمی، قاری ثناء اللہ، حافظ غلام عباس، قاری ایاز احمد اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ اجلاس میں ممتاز علمی شخصیت بانی جامعہ

اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ کی وفات پر گہرے صدمے کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں مولانا نذیر احمدؒ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا گیا کہ مولانا نے ساری زندگی درس قرآن وحدیث میں صرف کی۔ ان کی کمی مدتوں محسوس کی جاتی رہے گی۔

مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری کا دورۂ کراچی

کراچی (۱۵ر جولائی) مدیر ''نقیب ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری ۱۵ر جولائی کو چار روزہ دورہ پر کراچی پہنچے۔ انہوں نے چار روز انتہائی مصروف گزارے۔ مقامی کارکنوں کے مختلف اجلاسوں میں شرکت کی اور تنظیمی امور کا جائزہ لیا۔ ۱۶ر جولائی کو مولانا احتشام الحق معاویہ کے ہاں جامع مسجد داؤد میں خطبہ جمعہ دیا۔ جامعہ بنوریہ میں مفتی محمد نعیم صاحب سے ملاقات کی اور دینی مدارس کی رجسٹریشن کے نئے قوانین کے متعلق بات چیت کی اور حکومت سے مطالبات منوانے پر مولانا حنیف جالندھری اور دیگر کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اخبار المدارس کے دفتر میں ان سے انٹرویو کیا گیا۔ جامعہ احسن العلوم کے مہتمم مفتی محمد زرولی خان سے ملاقات کی۔ اُن کے ساتھ شفیع الرحمٰن احرار، زاہد اقبال، محمد فیصل اور محمد یونس تھے۔ اس ملاقات میں ملک میں قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کی منفی سرگرمیوں، مدارس کے مسائل کے حوالے سے گفتگو ہوئی اور امت کی رہنمائی کے لیے متحد ہو کر کام کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ معروف محقق ودانشور ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ مدرسہ تحفیظ القرآن مہران ٹاؤن میں ''عظمت قرآن کانفرنس'' سے خطاب کیا۔ شاہ صاحب نے عصر کی نماز جامعہ بنوریہ میں ادا کی۔ بعدازاں وہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے اور وہاں مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے صاحبزادے مولانا سلیم الدین شامزئی سے تعزیت کی۔ سید محمد کفیل بخاری' ممتاز مصنف مولانا اعجاز احمد سنگھانوی صاحب سے بھی ملاقات کے لیے ناظم آباد تشریف لے گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سوانح اور مجلس احرار اسلام کی دینی سرگرمیوں سے متعلق نئے لٹریچر سے متعلق مشورہ ہوا۔ مولانا اعجاز احمد سنگھانوی نے سیرت النبی ﷺ سے متعلق موجودہ صدی کے مشاہیر وخطباء کی تقاریر پر مشتمل اپنی کتاب کا مسودہ دکھایا۔ مجمع الادیان کے رئیس اور جامعہ الازہر یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں شفیع الرحمٰن احرار اور محمد ارشدان کے ہمراہ تھے۔ وہ جامع مسجد اشرف خانقاہ گلشن اقبال تشریف لے گئے جہاں حضرت حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کی عیادت کی۔ محمد عدیل، ڈاکٹر صلاح الدین، محمد اکبر، ڈاکٹر ذیشان، قاری علی شیر، مولانا محمد اسماعیل (بنگلہ دیش) اور شفیق احمد خان دیگر احباب شاہ جی کے ساتھ تھے۔

دینی مدارس کی رجسٹریشن پر پابندی کا خاتمہ دین دشمنوں کی شکست ہے: سید محمد کفیل بخاری

کراچی (۱۵ر جولائی) مدیر ''نقیب ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری نے احرار کارکنوں سے گفتگو کرتے ہوئے مدارس کی رجسٹریشن پر سے عائد سرکاری پابندیوں کو ختم کرنے کے اعلان کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ موجودہ حکومت میں شامل سیکولر قوتوں کی کھلی شکست ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ پاکستان کے موقف کو تسلیم کر کے وفاقی

وزارت داخلہ، وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت کے الہامی قوانین حدود آرڈی نینس، توہین رسالت کے قانون اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس سمیت کسی بھی اسلامی قانون میں سرکاری مداخلت مسلمان برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت مدارس کی رجسٹریشن کے لیے ماتحت محکموں کو فوری نوٹیفکیشن جاری کرے۔ رجسٹریشن کے محکمہ کو حکومتی ہدایات نہ ملنے کی وجہ سے ابھی تک مدارس کی رجسٹریشن نہیں ہو رہی۔

برطانیہ کی غلامی سے نکل کر امریکہ کی غلامی میں چلے گئے موجودہ حالات اسی غلامی کے تسلسل کے نتائج ہیں

سید محمد کفیل بخاری کا کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب

کراچی (۱۶؍جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری جامع مسجد داؤد سائٹ میں نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان ہونے کے باوجود دین سے ناواقفیت زیادہ خطرناک بات ہے ایسی جہالت کی صورت میں بعض لوگ جو چیز دین کا حصہ نہیں ہوتی اسے بھی دین کا حصہ سمجھ لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے گمراہی اور بے دینی کو فروغ ملتا ہے۔ قرآن وحدیث کے انہوں نے کہا کہ حادثہ یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں ہم برطانیہ کی غلامی سے نکل کر امریکہ کی غلامی میں چلے گئے۔ موجودہ سیاسی ومعاشی حالات اسی غلامی کا تسلسل ہیں۔

سید محمد کفیل بخاری کے روزنامہ ''اسلام'' کو دئیے گئے انٹرویوز

مغرب اسلامی اقدار کے خاتمے کے لیے ہمارا خاندانی نظام تباہ کرنا چاہتا ہے

دینی عقائد اور اقدار پر حملوں کے دفاع کو مغرب نے دہشت گردی کا نام دے دیا

مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری کا روزنامہ ''اسلام'' کو انٹرویو

کراچی (۱۸؍جولائی۔ انٹرویو: زبیر احمد ظہیر) نواسہ امیر شریعت، مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' اور مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ مغربی استعماری قوتوں نے مسلمانوں کے خاندانی نظام کو بطور خاص نشانہ بنالیا ہے اور اس کے خلاف مشترکہ طور پر نت نئے طریقوں سے ریشہ دوانیاں شروع کردی ہیں تاکہ مشرقی اقدار، روایات اور مسلم سماجی قدروں کو غیر مؤثر کیا جاسکے۔ قوموں کی تہذیبیں ان کے مذہب کی عکاسی کرتی ہیں۔ مغرب تہذیبوں کی جنگ میں اسلامی تہذیب کو مٹانا چاہتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یہاں کراچی کے دورے کے موقع پر روزنامہ ''اسلام'' کے ساتھ ایک خصوصی نشست کے دوران کیا۔ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہندی اور مغربی ثقافتی یلغار کے مقابلے میں ہمارے خاندانی نظام نے اسلامی تہذیب کو آخری سہارا دے رکھا ہے اور اسلامی اقدار جس حد تک ہمارے معاشرے میں آج دکھائی دے رہی ہیں، یہ ہمارے خاندانی نظام کی وجہ سے محفوظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک، مسلم معاشرے میں خاندانی نظام کو غیر مؤثر اور ختم کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں تاکہ مسلم معاشروں میں نام نہاد آزادی کے نام پر بے راہ روی کو پروان چڑھایا جاسکے

اور مذہبی روایات کو کمزور کر کے غیر موثر کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب میں خاندانی نظام نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کی وجہ سے وہاں والدین کا احترام ہے نہ وہ فطری خوف جس سے اولاد کی تربیت پر مثبت اثرات پڑتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بچے والدین کو اسلامی افعال کرتے دیکھ کر مثبت اثر لیتے ہیں پھر اس اثر کو ساری عمر اپنی زندگی سے جدا نہیں کر پاتے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اپنے دینی عقائد اور اقدار پر کفر کے حملوں کا دفاع کر رہے تھے کہ امریکہ نے اس دفاع اور جہاد کو دہشت گردی کا نام دے دیا۔ دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں دنیا بھر کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ امریکہ نے اپنی ظالمانہ مہم اور مسلط کردہ جنگ کے ذریعے ازخود مسلمانوں میں بیداری پیدا کر دی ہے جس سے مسلمانوں میں دینی شعور پوری قوت سے بیدار ہو رہا ہے۔ نیز اپنی اقدار اور شناخت کے تحفظ کا جذبہ بھی شدت اختیار کر رہا ہے۔

حدود آرڈی نینس پر بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سزائیں جرم ختم کرنے کے لیے ہوتی ہیں نہ کہ جرم کی حوصلہ افزائی کے لیے۔ جب مجرم خوف زدہ نہیں ہوگا تو جرائم بڑھتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں سب سے زیادہ جرائم امریکہ اور یورپ میں ہوتے ہیں اور وہاں سخت سے سخت سزائیں بھی موجود ہیں انہیں ظلم کیوں نہیں کہا جاتا۔ گوانتاناموبے اور ابوغریب جیل میں شرمناک امریکی مظالم کس مہذب قانون کے تحت ہیں اور انسانی حقوق کے تحفظ کی کونسی خدمت ہے؟ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہاں مظالم اپنی انتہا پر ہیں پھر امریکہ انہیں ظلم کیوں نہیں کہتا۔ متحدہ مجلس عمل کے سیاسی کردار پر انہوں نے کہا کہ ایوان میں دینی قوتوں کا موجود رہنا ضروری ہے تا کہ حکمرانوں کو اسلامی قوانین میں تبدیلیوں کی کھلی چھوٹ نہ ملے اور ان پر سیاسی دباؤ بھی قائم رہے۔

روشن خیالی کے نام پر قادیانیوں کی راہنمائی کی جارہی ہے: سید محمد کفیل بخاری

کراچی (۲۰ رجولائی) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا سید محمد کفیل بخاری نے جامعہ محمدیہ تحفیظ القرآن، مہران ٹاؤن میں ''عظمت قرآن کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شعائر اللہ کی توہین کرنے والے اور انہیں مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا مطلب اپنے عقائد اور اسوۂ حسنہ سے دستبردار ہونا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جدید تقاضوں کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں روشن خیالی کے نام پر قادیانیوں اور دیگر دین دشمن قوتوں کی سرکاری سرپرستی کی جارہی ہے اور اعتدال پسندی کی آڑ میں ملک وقوم کے نظریاتی تشخص اور اساس کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امتِ مسلمہ کے لیے امتحانات اور آزمائشیں نئی نہیں ہیں۔ ان شاء اللہ دینی قوتیں اللہ کی مدد سے ان آزمائشوں پر پوری اتریں گی۔ انہوں نے کہا کہ اپنی شناخت کھونے والی قوتیں مٹ جایا کرتی ہیں۔ دینی مدارس ہماری شناخت اور پہچان ہیں، ہم ہر قیمت پر ان کا تحفظ کریں گے۔ قرآن کی تعلیم وتعلم ، ہمارا دینی فریضہ ہے۔ ہم تمام طعنوں کے باوجود تعلیم واشاعتِ قرآن کے فریضہ سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن زندہ اور متحرک کتاب ہے۔ ہم مسلمان اس پر عمل کر کے اپنی عظمتِ رفتہ اور شوکت ووقار پھر حاصل کر سکتے ہیں۔ کانفرنس

کا آغاز قاری احسان اللہ فاروقی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔مولانا قاری اللہ داد نے کہا کہ اللہ نے قرآن کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے‘اس پر عمل کرنے سے ہی کامیابیاں ممکن ہیں۔اجتماع میں مہتمم جامعہ قاری عبدالغفور مظفر گڑھی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔اس اجتماع میں حضرت مفتی احمدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِارجمند مولانا طلحہ رحمانی خاص طور پر شریک ہوئے۔

چناب نگر میں پولیس چوکی کی تبدیلی اور مسجد شہید کرنے کی سازش کے خلاف

مجلس احرار اسلام کے زیراہتمام ملتان میں دینی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس

ملتان (۲۰؍جولائی) چناب نگر میں قادیانی دہشت گردوں کی مسلمانوں کی قدیم مسجد کو شہید کرنے کی ناکام کوشش اور پولیس چوکی تبدیل کرنے پر مجلس احرار اسلام کے زیراہتمام’’آل پارٹیز کانفرنس‘‘ ہوئی۔جس کی صدارت قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی۔کانفرنس کے بعد ایک مشترکہ کانفرنس بھی ہوئی۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ قادیانی دہشت گردوں نے پورے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔حکومت قادیانیت نوازی ترک کردے ورنہ ملک گیر تحریک چلائیں گے۔چناب نگر میں مسجد اور پولیس چوکی سرکاری جگہ پر قائم ہے۔قادیانیوں کا یہ مطالبہ بلاجواز ہے کہ مسجد اور پولیس چوکی قادیانی جگہ پر بنائی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ چناب نگر قادیانیوں کی ذاتی ملکیت نہیں یہ پاکستان کا حصہ ہے۔۱۹۷۴ء میں اسے کھلا شہر قرار دیا گیا تھا۔اگر قادیانیوں کی یہ خواہش ہے کہ ۱۹۷۴ء جیسی تحریک دوبارہ چلائی جائے تو ہم ان کی یہ خواہش پوری کردیتے ہیں۔

قاری محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ قادیانیوں نے طویل مدت سے چناب نگر میں قائم شدہ پولیس چوکی اور مسجد کا کچھ حصہ غنڈہ گردی کی انتہا کرتے ہوئے مسمار کردیا ہے۔اس سے ان کا مقصد مسلمان عوام کو پولیس کی بروقت امداد سے محروم کرنا ہے۔قادیانیوں کی اس انتہائی لاقانونیت سے عوام میں شدید اشتعال بھی پیدا ہوا ہے اور ساتھ ساتھ یہ احساس بھی شدت سے ابھرا ہے کہ قادیانی ملکی قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور حکومتِ پاکستان ان کے سامنے بے بس ہے۔مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے کہا کہ مسلمان کسی صورت میں مسجد کو قادیانیوں کی تحویل میں نہیں جانے دیں گے چاہے اس کے لیے جانوں کے نذرانے دینے پڑیں۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اس قسم کے اقدامات کا اصل مقصد چناب نگر اور گردونواح میں قادیانیوں کی گرفت مضبوط کرنے اور دینی جماعتوں کے پرامن کام کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے۔تاکہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں اسلام کے نام پر جاری رہیں اور چناب نگر میں قادیانی جماعت کی حکمرانی اور’’خدام الاحمدیہ‘‘ کی غنڈہ گردی مزید پکی کی جائے اور تحریک تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے علماء کے راستے مسدود کردیئے جائیں۔ڈاکٹر محمد عارف خان نے بتایا کہ اجلاس کے شرکاء نے اس بات پر بھی سخت تشویش کا اظہار کیا کہ قادیانی پورے ملک میں اعلانیہ تبلیغ کررہے ہیں۔امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو کسی خاطر میں نہیں لارہے۔چناب نگر کو انہوں نے اپنا ذاتی ملکیتی شہر بنا رکھا ہے۔شرکاء اجلاس نے اس بات پر بھی انتہائی افسوس کا اظہار کیا کہ پورے ملک میں تمام مسالک کے اوقاف گورنمنٹ کے قبضے میں ہیں جبکہ قادیانیوں کے

تمام اوقاف آزاد ہیں۔

کانفرنس سے وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد حنیف جالندھری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، سید خورشید عباس گردیزی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما ڈاکٹر محمد عارف خان، جماعت اسلامی کے راؤ ظفر اقبال، مجلس علماء اہلسنت کے مولانا عبدالغفور حقانی، علامہ عبدالحق مجاہد، مولانا سلطان محمود ضیاء، جمعیت اہلحدیث کے علامہ سید خالد محمود ندیم، مجلس احرار اسلام کے شیخ حسین اختر لدھیانوی، حاجی محمد ثقلین کھیڑا، جمعیت علماء اسلام کے مفتی منظور احمد تونسوی، قاری محمد طیب جالندھری، جمعیت علماء پاکستان کے میاں انتظار حسین قریشی، مفتی ممتاز احمد اور دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت تمام قادیانی اوقاف بھی محکمہ اوقاف اپنے قبضے میں لے۔ حکومت اس واقعہ میں ملوث قادیانی اور انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرے۔ مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور اعجاز الحق اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی اس واقعہ کو سلجھانے میں دلچسپی لیں ورنہ ملک میں اشتعال کی جو فضا قائم ہو چکی ہے خطرناک صورت اختیار کر جائے گی۔

سید محمد کفیل بخاری کا دورۂ رحیم یار خان

رحیم یار خان (۲۲ ر جولائی) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری ۲۲ ر جولائی کو دوروزہ تنظیمی دورہ پر رحیم یار خان پہنچے۔ انہوں نے مقامی احرار رہنما حافظ محمد اشرف کے بڑے بھائی محمد اسلم کے انتقال پر اُن کے گھر جا کر تعزیت کی۔ اسی طرح جامعہ قادریہ میں مولانا خلیل الرحمٰن کی تعزیت کی۔ بعدازاں روزنامہ ''اسلام'' کے مقامی دفتر میں عصرانہ میں شرکت کی جبکہ روزنامہ ''اسلام'' نے اُن سے انٹرویو کیا۔ رات بستی مولویاں میں قیام کیا۔ صبح بستی بدلی شریف میں مجلس کے قدیم سرپرست پیر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم کی تعزیت ان کے فرزند محمد ابراہیم شاہ صاحب سے کی پھر صادق آباد روانہ ہوئے۔ یہاں مقامی احرار ساتھیوں کے علاوہ مدرسہ اسلامیہ عیدگاہ کے مہتمم مولانا محمد طلحہ، مولانا محمد طٰہٰ اور مولانا محفوظ احمد جالندھری سے ملاقات کر کے واپس رحیم یار خان پہنچے۔ خطبۂ جمعہ مسجد ختم نبوت مسلم چوک میں دیا۔ جہاں علاقہ بھر کے احرار کارکن کثیر تعداد میں موجود تھے۔ نماز جمعہ کے بعد احرار کارکنوں سے تنظیمی امور پر تبادلۂ خیال کے بعد شام ۶ بجے ملتان روانہ ہو گئے۔ دورۂ رحیم یار خان میں حافظ محمد اشرف، صوفی محمد سلیم، عبدالرحیم نیاز، صوفی محمد اسحٰق، جام محمد یعقوب، مقرب خان، مولانا محمد فقیر اللہ رحمانی، حافظ محمد اسماعیل چوہان اور حافظ محمد طارق چوہان موقع بہ موقع سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ رہے۔

شوکت عزیز قادیانی نواز اور سیکولر ہیں، وہ قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو اسمبلی میں لا کر قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالا جائے

''مدیر نقیب ختم نبوت'' اور مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری کا روزنامہ ''اسلام'' کو دیا گیا انٹرویو

رحیم یار خان (مفتی ممتاز احمد، جاوید اقبال ۲۳ ر جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل

وتحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ وطن عزیز میں جمہوریت کے نام پر یورپین بادشاہت قائم کی جارہی ہے۔فرد واحد جس خواہش کا اظہار کرتا ہے' وہ قانون بن جاتی ہے۔آئین پر عملدرآمد کی بجائے اس کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل کی ایک آئینی حیثیت ہے مگر یہ بے اثر اور نمائشی ادارہ بن کر رہ گیا ہے۔''اسلام'' کے بیورو آفس میں پینل انٹرویو کے دوران سید کفیل بخاری نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو اسمبلی میں لایا جائے اور قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالا جائے۔انہوں نے کہا کہ اسلام کو جدید سانچوں میں ڈھالنے کی بجائے جدید تقاضوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔اسلام غیر معتدل ہے جبکہ جدید تقاضے نت بدلتے رہتے ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل کو نمائشی ادارہ بنا کر مذہبی قوتوں کا منہ بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔سید کفیل بخاری نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف جس روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی بات کررہے ہیں وہ ملک کی نظریاتی حیثیت کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے اعتقاد تباہ کرنے کی سازش ہے۔اعتدال پسندی کی آڑ میں مسلمانوں کے عقائد اور دینی احکام پر عمل کو شدت پسندی قرار دیا جارہا ہے۔روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی اصطلاحات یورپ نے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے وضع کی ہیں۔''سب سے پہلے پاکستان'' نہیں' دین ہے۔دین اور مذہب نہیں تو پاکستان بھی نہیں۔انہوں نے کہا کہ ہماری تحقیق کے مطابق شوکت عزیز قادیانی نواز اور سیکولر ہیں۔وہ قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔وہ جن قوتوں کی نمائندگی کررہے ہیں۔ان کے نزدیک ایمان و مذہب کی کوئی حیثیت نہیں۔ملک میں جو نظام رائج ہے' اس کے ذریعے ایسے ہی افراد آئیں گے' جن کا وجود اور اعمال دین اور وطن دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ چناب نگر میں مسجد کو گرانے کے مسئلے پر ہم احتجاج کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ حکومت کو قادیانیوں کی حمایت کرکے کوئی تحریک چلوانے کا شوق ہے تو وہ پورا کرلے۔

ایک سوال کے جواب میں مجلس احرار کے مرکزی رہنما نے بتایا کہ متحدہ مجلس عمل کو اپنی اتحاد سے باہر کی دینی جماعتوں کی ضرورت نہیں۔مجلس میں کسی نئی جماعت کی شمولیت کی بجائے خود اپنے اندر ڈاؤن سائزنگ ہو رہی ہے۔اس سے ان کا وزن کم ہورہا ہے۔انہوں نے کہا کہ مجلس عمل والے اسمبلی یا اپنے جماعتی فورم پر جو کردار ادا کررہے ہیں' ہم ان کے ہر دینی کام کی حمایت کررہے ہیں مگر ملکی وقومی معاملات میں اپنی مستقل رائے رکھتے ہیں اور اپنے تحفظات کے ساتھ اُن سے اختلاف بھی ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم مجلس عمل کی قیادت سے اچھی توقعات رکھتے ہیں۔اللہ کرے وہ قوم کے دیئے ہوئے اعتماد اور توقعات پر پوری اترے۔

چیچہ وطنی میں اہم مشاورت

چیچہ وطنی (۲۴رجولائی) مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی صدارت میں ایک اہم مشاورتی اجلاس ہفتہ ۲۴رجولائی ۲۰۰۴ء کو دوپہر منعقد ہوا۔اجلاس میں مرکزی سیکرٹری جنرل جناب پروفیسر خالد شبیر

احمد، مرکزی ناظم نشرواشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، جناب محمد اویس اور سید محمد کفیل بخاری نے شرکت کی۔ اجلاس میں چناب نگر میں مسلمانوں کی مسجد کے انہدام اور اس کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ کراچی میں جماعت کی کارکردگی اور تنظیمی امور پر غور ہوا۔ علاوہ ازیں جماعت کے عمومی تنظیمی مسائل، تحفظ ختم نبوت کانفرنس اور دیگر سالانہ اجتماعات، جماعت کے سالانہ بجٹ، حسابات، جماعت کے مدارس کے تعلیمی وتربیتی نظام پر تفصیلی مشاورت ہوئی۔ اجلاس تقریباً تین گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس کے آخر میں مولانا ناراؤ عبدالنعیم نعمانی بھی شریک ہوئے۔

جامعۃ الرشید (کراچی) میں دہشت گردی کی مذمت

ملتان (۲۴؍جولائی) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کراچی کے بم دھماکے میں جامعۃ الرشید کے ایک استاد کی شہادت پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ دہشت گردی کا وہی مکروہ تسلسل ہے جو علماء اور دینی اداروں کو مٹانے کے درپے ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ دہشت گرد دندناتے پھر رہے ہیں اور حکومت زبانی جمع خرچ سے بڑھ کر کچھ نہیں کر رہی۔ سندھ کی صوبائی حکومت خصوصاً مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت سے لے کر آج تک غیر سنجیدہ اعلانات اور اقدامات سے قوم کو مایوس کر رہی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد، ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید کفیل بخاری اور سیکرٹری نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے بھی جامعۃ الرشید کراچی پر دہشت گردی کے اس حملے کی شدید مذمت کی ہے۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی قادیانی طالبہ نے اسلام قبول کرلیا

اسلام آباد (آن لائن) بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں زیر تعلیم قادیانی طالبہ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ بی ایس سی اکنامکس کی طالبہ سلمیٰ نذہت نے قادیانیت کو چھوڑ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل قاری عبدالوحید قاسمی کے ہاتھ پر کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر انہوں نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ انگریزی سازشوں کا گروہ ہے۔ سلمیٰ نذہت نے اپنے فیملی کے ۱۵افراد اور تمام قادیانیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بھی قادیانیت سے تائب ہوکر محمد عربی ﷺ کے حقیقی غلام بن جائیں، دونوں جہانوں کی کامیابی صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہونے میں ہے۔ اس نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے مجھے اور میرے خاندان کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں مگر یہ دھمکیاں مجھے حق کے راستہ سے ہٹا نہیں سکتی ہیں۔ بھرپور کوشش کروں گی کہ باقی قادیانی نوجوان لڑکیوں کو دعوتِ اسلام دے کر ان کو بھی اسلام میں داخل کروں۔

ادارہ

اخبار الاحرار

مجلس احرار ہند کی سرگرمیاں

وہ دن دور نہیں جب گلی کوچوں میں ختم نبوت کے پرچم لہرائیں گے

احرار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی غلامی قبول نہیں کرتے

امیر احرار ہند مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی

لدھیانہ (الاحرار) احرار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی غلامی قبول نہیں کرتے۔ احرار نے ہر دور میں حق بات کا اعلان کیا ہے‘ خواہ اس کے لیے کیسی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا‘ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت ناسور ہے ‘اس فتنہ سے اسلام کا دفاع کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان خیالات کا اظہار یہاں دارالعلوم لدھیانہ میں منعقدہ علماء کرام کے خصوصی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے دارالعلوم کے مہتمم اور کل ہند مجلس احرار کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی مدظلہ نے کیا۔ امیر احرار نے کہا کہ دشمن طاقتیں اسلام کو ختم کرنے کے لیے قادیانیوں جیسے غداروں کی پشت پناہی کرتی رہیں لیکن اسلام قائم رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا دفاع ہر دور میں مسلمانوں نے اپنا خون دے کر کیا ہے اور آج بھی غیور مسلمان اپنے دین اور رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک فرمان کی حفاظت کے لیے قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔

امیر احرار ہند نے کہا کہ جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے جعلی نبوت کے نام پر کفر وارتداد کا جو سلسلہ شروع کیا تھا‘ وہ ناکام ہو گیا اور اب مرزا کے چیلے اس کی پرانی محبوب شراب (ٹانک وائن) نئی بوتل میں ڈال کر فروخت کرنے کی فکر میں ہیں۔ امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانی نے کہا کہ احرار قادیانیوں کی شرانگیزی کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ قادیانی دولت کے بل بوتے پر چاہے جتنی مرضی سازشیں کر لیں‘ احرار گھبرانے والے نہیں۔ امیر احرار نے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب گلی کوچوں میں ختم نبوت کے پرچم لہرائیں گے اور پوری دنیا میں قادیانیت کا جنازہ نکلے گا۔ امیر احرار نے کہا کہ مسلمان ہر بات برداشت کر سکتے ہیں لیکن یہ نہیں برداشت کر سکتے کہ کوئی انگریزی پٹھو پیارے نبی ﷺ کے تاج ختم نبوت کی طرف غلط نگاہ سے دیکھے۔

امیر احرار ہند نے کہا کہ قادیانیت دولت اور نسوانیت کے بل بوتے پر چل پھر رہی ہے۔ اس کا مستقبل تاریک اور انجام عبرت ناک ہوگا۔ اس موقع پر دارالعلوم لدھیانہ کے طالب علم ضیاء الحق احرار نے ختم نبوت کے عنوان سے پرجوش ترانہ پیش کیا اور ختم نبوت......زندہ باد کی صداؤں سے فضا گونجنے لگی۔

۱۹۲۹ء سے تا حال مجلس احرار ہند کی تحفظ ختم نبوت کے لیے خدمات قابل رشک ہیں: شاہ محمود حسن

سہارن پور (الاحرار) سہارن پور کے معروف مسلم رہنما جناب شاہ محمود حسن نے نمائندہ ''الاحرار'' سے خصوصی گفتگو کے دوران اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام خالص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے کام کرنے والوں کی جماعت ہے۔ اس جماعت کے قائدین نے انگریز دور میں جرأت اور بے پناہ ہمت کا مظاہرکرتے ہوئے نہ صرف ملک کو آزاد کرانے کے لیے تحریک چلائی بلکہ انگریزی شہہ پر آزادی کی راہ میں رکاوٹ بننے والے قادیانیوں کو بھی شکست سے دوچار کردیا۔

شاہ محمود حسن نے کہا کہ برصغیر کے مشہور بزرگ مجدد ملت حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ کی سرپرستی احرار کو حاصل رہی۔ حضرت رائے پوری کو احرار رہنماؤں سے والہانہ محبت تھی۔ جب رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانی رحمۃ اللہ علیہ جیل ہوتے تو حضرتؒ ان سے ملاقات کے لیے سفر کرتے تھے۔

شاہ محمود حسن نے کہا کہ ۱۹۲۹ء (قیام احرار) سے لے کر تا حال مجلس احرار ہند کی تحفظ ختم نبوت کے لیے عملی خدمات قابل رشک ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں کہ آزادی سے قبل قادیانی فتنہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کو مجلس احرار اسلام ہند نے ہی خبردار کیا۔ احرار کی اس عظیم خدمت کا اعتراف مختلف مؤرخین نے زرّیں حروف میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ احرار کو یہ فخر حاصل ہے کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے خلاف سب سے پہلے دنیائے اسلام میں فتویٰ تکفیر رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے دادا مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانوی نے دیا۔ شاہ محمود نے بتایا کہ ان کے والد شاہ مسعودؒ احرار کی جانب سے جاری تحریک تحفظ ختم نبوت میں حضرت رائے پوری کے سرگرم مشیر تھے۔ شاہ محمود حسن نے کہا کہ نہایت ہی خوشی کی بات ہے کہ ملک میں ایک بار پھر احرار تحفظ ختم نبوت کے لیے میدان عمل میں ہیں۔ رئیس الاحرار کے پوتے موجودہ مجلس احرار اسلام ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی اپنے اکابر کے صحیح جانشین ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے احرار کی یہ خوبی بہت پسند ہے کہ احرار، تحریک تحفظ ختم نبوت میں تمام مسالک کے افراد کو ساتھ لے کر چلتے رہے ہیں۔ شاہ محمود حسن نے الاحرار کو بتایا کہ آزادی سے قبل سہارن پور کی معروف شخصیت، خان محمود علی خان مرحوم، مجلس احرار ہند کے مرکزی رہنماؤں میں سے تھے۔

مجلس احرار ضلع دھنباد کے عہدیداران نامزد

دھنباد (الاحرار) مجلس احرار جھارکھنڈ کے صدر شہاب اختر نے ضلع دھنباد مجلس احرار کے عہدیداران نامزد کئے ہیں۔ جن میں صدر صلاح الدین انصاری، نائب صدر حاجی حدیث انصاری، جنرل سیکرٹری مختار ہمدرد، جوائنٹ سیکرٹری ابرار احمد کو نامزد کیا گیا ہے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **سفیرختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ:** انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل اور جامعہ عربیہ چنیوٹ کے مہتمم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ۲۷؍جون ۲۰۰۴ء کو لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے اہم رہنماؤں میں سے تھے۔ حضرت مولانا سید بدر عالم اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمھم اللہ کے مایہ ناز تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہی اساتذہ کے فیضِ صحبت نے تحفظِ ختم نبوت کے لیے کام کرنے کا جذبہ وشوق پیدا کیا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر نے ان کے اس جذبہ میں مزید طاقت پیدا کردی جس نے ایک جنون کی کیفیت اختیار کر لی۔ مولانا مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں حصہ لیا، گرفتار ہوئے اور استقامت سے جیل کاٹی پھر زندگی اسی مشن کی تکمیل کے لیے وقف کر دی۔ وہ کسی دینی تحریک میں پیچھے نہیں رہے۔ ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ انہوں نے بیرون ملک میں بھی قادیانیوں کو للکارا اور ان کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ تحفظِ ختم نبوت کے لیے ان کے ایثار وخلوص، جذبہ وجنون اور انتھک جدوجہد پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ اس باب میں ان کی جدوجہد یقیناً توشۂ آخرت ہے، ان شاء اللہ۔

چنیوٹ میں ان کی نمازِ جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد شریک ہوئے۔ ملک بھر سے علماء، دینی مدارس کے طلباء سیاسی رہنما، غرض ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ مولانا کے جنازہ میں شریک تھے۔ مجلس احرارِ اسلام کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری نشر واشاعت عبداللطیف خالد چیمہ، خطیب مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ اور دیگر تمام احرار کارکنان بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے

جامعہ اشرفیہ لاہور میں مولانا کی نمازِ جنازہ میں مجلس احرار اسلام کا وفد شریک ہوا۔ جس میں مولانا محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس، سید یونس الحسنی مرزا محمد یاسر اور دیگر احرار کارکن بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

بعد ازاں چنیوٹ میں منعقدہ تعزیتی جلسہ میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے مولانا مرحوم کے فرزند مولانا محمد الیاس کی دستار بندی کی اور انہیں مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم کا جانشین نامزد کیا۔ اس اجتماع میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے بھی خطاب کیا اور مولانا مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور تحفظِ ختم نبوت کے لیے ان کی خدمات قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

● **شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ:** جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد ۳/ جولائی ۲۰۰۴ء کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم اعلیٰ درجے کے مدرس و منتظم، واعظ اور صوفی منش بزرگ تھے۔ تمام عمر قرآن وحدیث کی تعلیم میں صرف کی۔ ایک طویل عرصہ جامعہ خیر المدارس ملتان میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ کی صحبتوں سے بے پناہ فیض پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے چھوڑے ہوئے دینی ورثہ کو کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

● **سید امیر علی شاہ بخاری مرحوم:** مجلس احرار اسلام کے سابق رکن شوریٰ ۱۰/ جولائی ۲۰۰۴ء کو ڈیرہ غازی خان میں انتقال کر گئے مرحوم نے مجلس احرارِ اسلام میں رہتے ہوئے انتہائی خلوص وایثار کے ساتھ تمام دینی تحریکوں میں حصہ لیا۔

● **پیر سید عبدالستار شاہ رحمہ اللہ:** بستی بدلی شریف ضلع رحیم یار خان کی ممتاز روحانی شخصیت اور مجلس احرارِ اسلام کے سرپرست ومعاون تھے۔ خاندانِ امیر شریعت سے قلبی محبت تھی۔ احرار کو ہمیشہ ان کی محبت اور تعاون حاصل رہا۔ گزشتہ دو سال سے بیمار تھے۔ ۷/ جولائی ۲۰۰۴ء کو رحلت فرما گئے ان کی عمر ۶۸ برس تھی ان کے والد ماجد حضرت پیر سید غلام سرور شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ تھے ان کے جانشین ہونے کی حیثیت سے سال میں دو مرتبہ اپنے ڈیرے پر جماعت کا جلسہ کراتے۔ جانشینِ امیر شریعت سید ابوذر بخاری قدس سرہٗ اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہٗ ہمیشہ ان کے ہاں جلسہ میں خطاب فرماتے۔ اور اب قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ بھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔

آپ کی نمازِ جنازہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہٗ نے پڑھائی علاقہ میں اتنا بڑا جنازہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مجلس احرارِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے رہنماؤں، مرزا عبدالقیوم بیگ، حافظ محمد اشرف' مولوی بلال احمد، صوفی محمد اسحٰق، مولوی فقیر اللہ رحمانی، حافظ عطاء الرحمٰن اور مولوی عبدالرحیم نیاز کے علاوہ تمام احرار کارکنوں نے پیر سید عبدالستار شاہ صاحب کے انتقال پر ان کے فرزان' سید محمد ابراہیم شاہ صاحب اور سید محمد عثمان شاہ صاحب اور تمام لواحقین و پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا ہے اور دعاءِ مغفرت کی ہے۔

● **اہلیہ مرحومہ حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ:** تحریک تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرارِ اسلام کے رہنما مولانا محمد رمضان علویؒ کی اہلیہ اور حافظ عزیز الرحمٰن خورشید خطیب جامع مسجد فاروقیہ ملکوال اور 'ہفت روزہ خدام الدین' لاہور کے سابق ایڈیٹر مولانا سعید الرحمٰن علوی (مرحوم) اور مرکزی جامع مسجد محلّہ گلشن آباد راولپنڈی کے خطیب مولانا حافظ عبدالرحمٰن علوی، حافظ عتیق الرحمٰن اور قاری ابوبکر خالد کی والدہ ماجدہ ۱۳/ جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۴/ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ بروز منگل انتقال کر گئیں۔

- والدمرحوم بدرمنیراحرار مرحوم (خانپور) ☆ جام مظہر علی مرحوم ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ ۸؍ جولائی
- ملک مقصود مرحوم لاہور (مجلس احرارِ اسلام لاہور کے ناظم میاں محمد اویس کے پھوپھا)
- بابا حافظ سَید گل مرحوم (مردان) سابق مؤذن جامع مسجد دارِ بنی ہاشم ملتان۔ ۱۶؍ جولائی
- ہمشیر مرحومہ سید زاہد بخاری صاحب لاہور ۱۴؍ جولائی ● والدہ مرحومہ حافظ محمد ارشاد (مدرس مدرسہ ختم نبوت چناب نگر) ۲۴؍ جولائی ● والدہ مرحومہ حاجی احمد حسن (محبت پور، میلسی) ۱۸؍ جون

اراکینِ ادارہ تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

دعائے صحت

- مجلس احرار اسلام حاصل پور کے صدر حافظ محمد کفایت اللہ شدید علیل ہیں۔ ان پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ ان کی زبان، بازو اور ٹانگ متاثر ہیں۔
- مجلس احرارِ اسلام جلال پور پیروالا کے کارکن محمد عبدالرحمٰن جامی کی بیٹی اور اہلیہ۔
- ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کی بیٹی بیمار ہیں۔

قارئین سے دعاءِ صحت کی اپیل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

جانباز مرزاؒ...... حیات وادبی خدمات

تحریکِ آزادی کے نام ور کارکن اور ممتاز شاعر وادیب جانباز مرزا مرحوم پر محمد عمر فاروق، ایم فل (اردو) کا مقالہ بعنوانِ بالا کے تحت لکھ رہے ہیں۔ (جس کی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے باضابطہ طور پر منظوری واجازت دے دی ہے۔) جو احباب جانباز مرزا کے حالاتِ زندگی اور اُن کی تخلیقات سے متعلق معلومات رکھتے ہوں۔ نیز ان کے پاس جانباز مرحوم کی نظمیں، خطوط، مضامین اور ماہنامہ ''تبصرہ'' کے شمارے موجود ہوں، از راہ کرم اُن کی کاپی عطا فرمائیں یا آگاہ فرمائیں۔ خود حاضر ہو کر بصد شکریہ استفادہ کیا جائے گا۔

جانباز مرزا کی درج ذیل تصنیفات تا حال دستیاب نہیں ہوسکیں۔ ان کے متعلق معلومات مطلوب ہیں:

(۱) ''حبسیاتِ جانباز'' (کلام) (۲) ''اور دیکھتا چلا گیا'' (۳) ''درسِ حریت'' (کلام) (۴) ''تارگریباں'' (کلام)

رابطہ: محمد عمر فاروق۔ 71/10 فیصل چوک تلہ گنگ، ضلع چکوال

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

● ادب آداب، تکلفات اور حفظِ مراتب کے ذکر میں پولیس کا نام آنے پر قارئین ضرور چونکے ہوں گے۔ لیکن یہ حقیقت ہے اور ہم اس میں رتی بھر مبالغے سے کام نہیں لے رہے۔ اس کے ثبوت میں ہم وہ چند اعلانات یہاں درج کرتے ہیں جو ٹریفک پولیس والے ان دنوں شارع قائداعظم پر لاؤڈ سپیکر سے نشر کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس سے پتا چلے گا کہ چھوٹے بڑے کا لحاظ آج اگر کسی میں ہے تو وہ صرف پولیس میں ہے۔ ''نمونہ کلام'' درج ذیل ہے:

''نیلی ٹیوٹا والے صاحب! زحمت تو ہوگی مگر براہِ کرم اپنی گاڑی زیبرا کراسنگ سے ذرا پیچھے لے جائیں۔ اس سے ٹریفک میں دشواری پیش آ رہی ہے۔ بہت نوازش شکریہ!''

''ویسپا والے صاحب! دائیں طرف مڑنے کی کوشش نہ کریں۔ پہلے مین روڈ کا ٹریفک گزرنے دیں۔ اتنی بے صبری کی ضرورت نہیں، شکریہ!''

''اوئے سائیکل والے! اندھا ہوگیا ہے، دیکھتا نہیں اشارہ بند ہے۔ یہ سڑک تیرے باپ کی نہیں ہے۔ دفع ہو جا، شکریہ!'' (''روزنِ دیوار سے''۔ عطاء الحق قاسمی)

● میں نے باغ میں دیکھا کہ ''پانی کی ماں'' بیٹھی رو رہی تھی۔ سوال کیا! کیوں رو رہی ہو؟'' بولی ''میرا بیٹا اس باغ میں آکر زمین میں جذب ہوگیا، اس کے فراق میں رو رہی ہوں۔'' میں نے پھولوں اور پھلوں کی ہری ہری ٹہنیاں اس کے آگے جھکا دیں اور کہا کہ ''دیکھ تیرا بیٹا خاک میں ملنے کے بعد اب پھولوں اور پھلوں میں ہے اور سبز پتیوں میں ہے'' پس انسان بھی جب تک اپنے آپ کو پانی کی طرح خاک میں نہیں ملاتا، پھلوں اور پھولوں کی صورت میں نمودار نہیں ہوسکتا۔

(روزنامچہ خواجہ حسن نظامی)

● احباب کی ایک محفل میں بحث چھڑی، کسی نے محمد علی جوہر سے کہا ''تم تین بھائی ہو، دو شاعر ہیں۔ ذوالفقار علی گوہر* محمد علی جوہر اور شوکت علی؟'' محمد علی جوہر نے تڑ سے جواب دیا۔ اُن کے لیے بہترین ہم قافیہ تخلص ''شوہر'' ہی ہوسکتا ہے۔ (مطائبات محمد علی)

---

*واضح رہے کہ ذوالفقار علی گوہر قادیانی تھا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
بیاد

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ ملتان

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

کی توسیع کے لیے مدرسہ سے ملحق مکان 26 لاکھ روپے میں خرید کر تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ مدرسہ 7 لاکھ روپے کا مقروض ہے۔ ادائیگی قرض کے سلسلے میں اہل خیر احباب و متعلقین فوری توجہ فرمائیں اور اس کارِ خیر کی تکمیل میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

✪ الحمد للہ درجہ حفظ و ناظرہ تعلیم قرآن کریم، درجہ کتب درس نظامی اور شعبہ پرائمری میں اس وقت 150 طلباء زیر تعلیم ہیں ✪ 7 اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ✪ 50 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں ✪ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ قائم ہے۔ جس میں حفظ قرآن کریم اور دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے ✪ مدرسہ معمورہ، مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تعلیم "وفاق المدارس الاحرار" سے ملحق ہے ✪ ملک کے مختلف شہروں میں 36 دینی مدارس، وفاق المدارس الاحرار کے زیر انتظام چل رہے ہیں ✪ 15 مدارس کے اخراجات وفاق المدارس کے ذمہ ہیں ✪ مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستانِ عائشہ کا "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" سے بھی الحاق ہے اور اسی کے نصاب کے مطابق تعلیم دی جارہی ہے۔

الداعی الی الخیر
(ابن امیر شریعت) سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
فون: 061-511961

To, Syed Muhammad Kafeel Bukhari (MADRASAH MAMURAH
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan. Pakistan. Tel: 061-511961
Current Account#3017-2.U.B.L.Kutchery Road Multan.

احرار گرافکس

Monthly" Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat" Multan. Regd. M#32
ISSN:1811-5411

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو ایک ہو جاؤ! (قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ)

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

7 ستمبر 2004ء بروز منگل بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیر صدارت

ابن امیر شریعت

حضرت پیر جی

سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام

مذہبی و سیاسی رہنما، دانشور، وکلاء اور طلباء خطاب کریں گے

شعبہ نشر و اشاعت

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ

لاہور 042-5865465 ملتان: 061-511961 چیچہ وطنی: 0445-482253 چناب نگر: 04524-211523

ادارہ گرافکس